قہری نشان زلزلہ پر اخبارات نے کیا لکھا

قرب قیامت

سورج کا بے نور ہو جانا - مری کا پھیلنا - قحط کا آنا - ٹڈیوں سے فصلوں کا برباد ہونا - ایک بادشاہت کا دوسری بادشاہت پر فوج کشی کرنا یہ تمام باتیں آجکل پے درپے ظہور میں آرہی ہیں قیامت کی ان چھوٹی چھوٹی نشانیوں میں سے ہیں جن کی پیشین گوئی کی جاچکی ہے - ان نشانیوں کے علاوہ آندھیوں اور بگولوں کی موجودگی اور سخت خوفناک زلزلوں کی آمد سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ قیامت جو ہر چند کہ ہر ساعت کے گذرنے پر نزدیک ہی ہوتی جاتی تھی اب وہ بہت ہی قریب آگئی ہے - اور ۴ر اپریل کا زلزلہ اس خوفناک منظر کی شہادت دے رہا ہے جو قرب قیامت کی آئندہ خوفناک نشانیوں کے ظاہر ہونے پر دنیا کو دیکھنا پڑے گا - یہ دل ہلا دینے والا برباد کن زلزلہ چھ اور ۶ بجے کے درمیان شملہ منصوری - ڈلہوزی - ڈیرہ دون - مری - دھرمسالہ پٹیالہ - مالیر کوٹلہ - کرم آباد - وزیر آباد - مدراس جالندھر - فیروزپور - سیالکوٹ - طالب پور ضلع گورداسپور - اور تقریباً صوبہ جات متحدہ کے ہر مقام پر محسوس ہوا - بعض مقامات میں سہ پہر اور رات کیوقت بھی متواتر زلزلہ آتے چنانچہ منصوری اور طالب پور میں ۴ - دہرہ دون میں ۶ - وزیر آباد میں اور پٹیالہ میں ۱۲ مرتبہ زلزلہ آیا - نگران میں پہلا زلزلہ جو ۶ اور سوا چھ بجے کے درمیان آیا وہ نہایت ہی سخت زلزلہ تھا - جن مقامات میں زیادہ نقصان ہوا - ان میں شملہ منصوری - لاہور - امرتسر اور دھرم سالہ ہیں - لاہور میں وزیر خان کی مسجد کی منار شق ہو گئی - سنہری مسجد کے طلائی گنبد گر گئے - دفتر پیسہ اخبار کے دروازے کی برجیاں اور دفتر کے کمرے کے برآمدے کی چھت گر گئی - شاہی مسجد کی بیرونی ڈیوڑھی کے اوپر کی چھت میں شگاف ہو گیا - اسلامیہ بورڈنگ ہوس کی چھت کا ایک حصہ گر گیا - ٹاؤن ہال - لارنس ہال - منٹگمری ہال - نیا ڈاک خانہ ریلوے مسافر خانہ ڈنگمٹ گھر کو سخت نقصان پہنچا صدہا مکان گر گئے - بہت سے آدمی ضائع ہوئے جن کی تعداد عام طور پر دو سو سے زیادہ مگر سرکاری طور پر صرف ۲۵ معلوم ہوئی ہے

۴ر اپریل کو صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے شہر میں دورہ کیا - اور ۵ کو خود صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے امرتسر میں علاوہ اتلاف جان کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا - خود منصوری اور ڈیرہ دون میں بھی بہت سے مکانات گر گئے - کئی آدمی ضائع ہوئے اکثر معابد بھی منہدم ہو گئے مگر سب سے زیادہ ہیبت ناک منظر دھرم سالہ کا تھا - جہاں شہر اور صدر کے بے شمار مکانات گر گئے - بازار کی تمام دکانیں مسمار ہو گئیں - صدہا دیسی اور یورپین مر گئے اتلاف جان کا تخمینہ ۸۰ فیصدی

خیال کیا جاتا ہے - بربادی کی یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ کہ پس ماندگان کے لئے رہنے کو مکان اور ضروریات زندگی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے - صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ۶ر تاریخ کو لاہور سے پٹھان کوٹ کو بذریعہ اسپیشل ٹرین کچھ ڈیرے خیمے خوراک ادویات اور ڈاکٹروں کو روانہ کیا ہے - مسٹر آرامی جک سینیڈ قائم مقام کمشنر لاہور اور مسٹر نہری اینڈرسن کمشنر جالندھر اس خوفناک منظر کو دیکھنے گئے ہیں - اور صفر مینا کی ایک جماعت سڑکوں کو صاف کرنے کے لئے تعینات کی گئی ہے -

زلزلہ کی متذکرہ آفت کے علاوہ ۸ر مارچ کو قریب ۲ بجے دن کے موضع چینن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب میں ایک ایسا خوفناک بگولا آیا جس کی مثال نسل موجودہ نے نہ دیکھی نہ سنی - اس بگولہ کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک مدور ستون جو چار چار قدم کے دور میں ہوگا مشرق کی جانب سے ظاہر ہوا - اور گاؤں کے نصف جنوبی حصہ کو اڑا کر کہیں کا کہیں پھینک دیا - بعض دیواریں قائم ہیں - اور بعض گر گئیں - گاؤں کی مسجد کے ہر دو مینار اوڑ کر دو میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال کے ایک کھیت میں جا پڑے موضع دلووال تحصیل کھاریاں میں بھی انہیں دنوں بعینہ اسیطرح کا ایک بگولا گاؤں والوں کے دیکھتے دیکھتے گھروں میں داخل ہوا - اور تین چار گھروں میں گشت کر کے جاتے ہوئے ایک چھت کو اڑا کر لے گیا -

۴ر اپریل کو بر دو ایں احاطہ سول کورٹ کے شمالی اطراف سے ایک بگولا نمودار ہوا جو سو فٹ بلندی تک ایک مدور ستون معلوم ہوتا تھا - اس بگولے میں دھوبیوں کے بہت سے کپڑے جن کو انھوں نے خشک ہونے کے لیئے پھیلا رکھا تھا مثل پتنگ آسمان میں اڑتے ہوئے نظر آرہے تھے بعض مکانات کو سخت نقصان پہنچا - ان بگولوں سے موضع الووال میں ایک آدمی ضائع ہوا ہے (د مفید عام)

عظیم خوفناک زلزلہ بیشمار نقصان جان و مال

۴ر اپریل کو چھ بجے صبح کے ایک شدید اور مہیب زلزلہ لاہور میں آیا - لاہور میں بوڑھے بوڑھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ ایسا سخت زلزلہ انھوں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھا - گو ان سطور کے قلمبند کرتے وقت کئی عمارات کے نقصان کی تعداد صحیح معلوم نہیں ہوئی - تاہم بعض کی شکست و ریخت کو پیسہ اخبار کے رپورٹر اور ملازم دیکھ چکے ہیں بلکہ مرزا علی حسین صاحب (جو پیسہ اخبار کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں) کے چار عزیز موچی دروازہ کے اندر ایک کوچہ میں مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے - اور وہ بیچارے ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہیں - نصف سے زائد ملازمان کارخانہ بھی غیر حاضر ہیں - وکٹوریہ گرل سکول لاہور میں

جو راجہ نونہال سنگھ کی حویلی میں واقع ہے کچھ مکانات گر گئے ہیں - اور شاید ایک آدمی بھی دب کر مر گیا ہے اور کچھ زخمی ہوئے ہیں -

ٹاؤن ہال لاہور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تھی سب کی سب پاش پاش ہو گئی ہے ریلوے سٹیشن لاہور کے کچھ حصہ کو صدمہ پہنچنے میں بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ملی ہے میو ہاسپٹل اور عظیم الشان نئے ڈاکخانہ میں بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ہے مارکیٹ یعنی پرانا عجائب گھر اور کئی ایک سرکاری اور پرائیویٹ عمارات کو صدمہ پہنچا ہے - اور دیواروں میں شگاف آگئے ہیں - ابھی نقصان کی خبریں آرہی ہیں - یہ تو باہر کی خبریں ہیں کارخانہ پیسہ اخبار کے نقصان کا احوال سنیئے - عالیشان داخلہ کے دروازہ پر جو دو بڑی بڑی اور کئی چھوٹی شاندار برجیاں تھیں سب گر گئیں - اندر کی عمارت کی تیسری منزل کے کچھ پردوں کی دیواریں گرنے کے صدمہ سے دو چھتوں کے کچھ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیواروں کو شگاف آئے جو بہت سا نقصان ہے - مگر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا ہے - اور کارخانہ کے کارکنان میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا - بحالیکہ نیاز مند ایڈیٹر پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ میں مقیم ہے یہ لکھنا عبث ہے کہ زلزلہ کیوقت نا چیز انسان کی کیا حقیقت تھی - یوں تو شہر کا کوئی محلہ ایسا نہ ہوگا جہاں اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت آئی ہو - مگر کشمیری دروازہ - موچی دروازہ دچھو والی - چکڑ محلہ - لنڈا بازار - سٹیشن - ڈبی بازار اور جوڑے موری میں بہت نقصان ہوا - ریل کے کارخانہ کی دیواریں پھٹ گئیں - آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہو گیا - بائر شاپ تمام چھت کر ناکارہ ہو گیا - ریلوے سٹیشن کے دو کمرے جن میں ڈی - ٹی ایس کا دفتر تھا گر گیا - اور نئے پلیٹ فارم پر جو شمال کی طرف ہے ٹکٹ گھر کی ڈیوڑھی گر گئی سنہری مسجد کے دونوں میناروں کے گنبد گر پڑے موچی دروازہ میں مشہور پتھروں والی حویلی پھٹ گئی منشی محمد بخش صاحب سوداگر آسٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انھوں نے بنوایا تھا اوپر سے پھٹ گیا - مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس سید مٹھے شاہ کا مکان گر گیا - تمام کنبہ نیچے دب گیا ۷ آدمیوں سے ۳ بچے باقی مر گئے دال بولاں کی گلی میں بابو جودھا مل دہلی والے کا مکان گر گیا - ایک خورد سال لڑکی اور ایک عورت مر گئی دچھو والی میں متصل استھان بسر دل لالہ سندر داس و بہتہ کا مکان گر گیا - گھوڑے کئی آدمی دب گئے - چند سکتے ہوئے نکلے

گئے اور چند مر گئے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ حلوچ کے اسٹیشن کے پاس مسافر گاڑی اُلٹ گئی۔ مگر تصدیق طلب ہے ریلوے فنڈ میں بھی بہت سی گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں۔ لوکو ورکشاپ کے مہتمم نے تمام کاریگروں کو ۲۴ گھنٹہ کی چھٹی اس غرض سے عطا فرمائی کہ وہ اپنے گھروں اور بال بچوں کی جا کر خبر لیں

لوگ قیامت کو ہزل اور ان یقینی واقعات کو کو لغو سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ زلزلہ مشتے نمونہ از خروارے تھا۔ اس روز دوپہر تک دو دفعہ زلزلہ محسوس ہوا ایک تو سب سے بڑا اور سخت ہولناک پہلا زلزلہ جو چھ بجکر ۵ منٹ پہ آیا تھا۔ دوسرا خفیف جھٹکا ۱/۲ ۷ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ تیسرے پہر رات کو اور دوسرے روز بھی خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا منار مسجد سردار خان مزنگ کا ایک حصہ گرا۔ مسجد وزیر خان کے شمال مغربی منیار کی چھتری کو صدمہ پہنچا۔ ڈاک خانہ کو کچھ نقصان پہنچا۔ ٹاؤن ہال کا نقصان شدید ہے (پیسہ اخبار)

ایک بھاری زلزلہ

۴ ماہ حال کو صبح ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور میں ایک بھاری زلزلہ جس سے نقصان عظیم واقع ہوا بیسیوں گھر مسمار ہو گئے۔ اور بیسیوں قیمتی جانیں تلف ہو گئیں۔ سرکاری عمارتوں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے۔ پورے نقصان کی مقدار تو اسوقت بتائی نہیں جا سکتی۔ لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ لاہور میں شاید ہی کوئی مکان ہوگا جس میں چھوٹے یا بڑے شگاف نہیں ہو گئے۔ بڑے بڑے بوڑھوں کا خیال ہے کہ ایسا سخت بھونچال اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو پہاڑوں کی میخیں زمین پہ گاڑ رکھی ہیں وہ مضبوطی سے نہیں گاڑی ہیں۔ کیونکہ باوجود پہاڑوں کے ہونے کے زمین ہل گئی۔ بلا شبہ یہ اس خالق کائنات کی دانائی پر حرف ہے۔ خیر کچھ ہو انسان اس بھونچال سے نہایت قیمتی سبق سیکھ سکتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ایشور کی طاقت کتنی بعید ہے۔ جیسے ہوا جو بلا شبہ اس کے قبضہ میں ہے اس قدر طاقت ور ہے کہ یہ دھرتی کو جڑ سے ہلا سکتی ہے۔ تو سوچو ایشور کی طاقت کس قدر ہے۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ انسان کی زندگی بڑی ناپائیدار ہے اس کو آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ زندہ رہے گا

۴ اپریل کا دن معمولی حالت میں طلوع ہوا تھا۔ لیکن یکایک ایسا زلزلہ آیا کہ بیسیوں ہونہار جانوں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ کئی گھر ویران ہو گئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ باتیں اپنا اثر دیرپا نہیں رکھتیں وقوعہ کے وقت پر تو سب کچھ سیکھ لیا جاتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے پر یہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اسواسطے ایشور پر وشواش لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر وشواش نہیں لایا جاتا کچھ فائدہ متصور نہیں (پرکاش)

لاہور میں قیامت خیز زلزلہ

ایسے زمانہ میں جبکہ انسانوں میں خود غرضی۔ عیاشی اور بد معاشی کا زور ہو۔ اور ایک انسان دوسرے انسان کا خون پینا اپنے خیال میں کوئی گناہ نہ سمجھتا ہو۔ بلکہ ریاکاروں اور خود غرضوں کو ہوشیاری دانائی کے خطاب لوگوں کی طرف سے دیئے جاتے ہوں۔ اور ایمانداری راستبازی خدا پرستی کا صرف نام ہی رہ گیا ہو۔ خدائی جلال کا کرشمہ (زلزلہ) صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ہمارے گناہوں کی حد گزر چکی ہے۔ اور وقت آ گیا ہے کہ سارے انسان گناہوں سے توبہ کریں اور راستی و حق پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا دیں۔

۴ اپریل کی صبح کو بوقت ۶ بجے ۷ منٹ جبکہ بہت سے غافل انسان بستروں پر پڑے اونگھ رہے تھے اور چند خدا کے بندے معبود حقیقی کی بارگاہ میں بعجز و نیاز سر بسجود تھے کہ یکایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا۔ ہر شخص نے سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے اور ابھی ختم ہو جاوے گا کہ فوراً زلزلے نے ہیبتناک روش اور صورت اختیار کر لی۔ بڑے بڑے مکانات مثل بید لرزنے لگے۔ چھتوں اور دیواروں سے دل ہلا دینے والی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ جو جہاں تھا ششدر و حیران رہ گیا۔ عورتیں اور بچے زور سے چیخنے چلانے لگے۔ ہر شخص اپنی اپنی جان کی فکر میں پڑ گیا۔ بہت سے لوگ معہ اپنی بیوی بچوں کے گھروں سے نکل کر باہر میدانوں میں کھڑے ہو گئے زلزلے کے دو زبردست جھٹکے ایسے سخت اور غضبناک تھے کہ بڑی بڑی مضبوط عمارتیں پاش پاش ہو گئیں۔ چڑیاں اور دوسرے جانور اپنے اپنے گھونسلوں کو چھوڑ کر آسمان پر اڑنے لگے۔ چلتی ہوئی بیل گاڑیاں ادھر ادھر دھکے کھانے لگیں اگر ایک جھٹکہ اور آ جاتا تو سارا لاہور معہ انسانوں اور حیوانوں کے برباد و تباہ ہو جاتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس قیامت خیز زلزلہ کو بند ہو جانے کا حکم دے دیا۔ اس ہیبتناک موقع پر تمام ہندو و مسلمانوں کی زبان سے رام رام۔ اللہ اللہ۔ توبہ ہے توبہ کے کلمات نکل رہے تھے۔ یہ زلزلہ بمشکل ۲ منٹ رہا ہوگا۔ مگر شہر لاہور میں سینکڑوں پختہ مکانات مسمار ہو گئے۔ ڈبی بازار میں مکانات کے علاوہ سنہری مسجد کے دو منیار گر گئے۔ وزیر خاں کی مسجد کے ایک حصہ کو بھی نقصان پہنچا۔ ہندو مسلمانوں کے ۲۳ زن و مرد و بچوں کے ہلاک ہونے کی خبر کوتوالی لاہور میں پہونچی۔ زلزلہ ختم جانے کے بعد تمام لوگ حیرت زدہ دیوانہ وار اور اپنے عزیزوں بلکہ ناواقف اشخاص سے خیر و عافیہ دریافت کرتے پھرتے تھے اور جن جن مقامات کو نقصان پہونچنے کی خبر ملی وہاں بھاگے چلے جاتے تھے۔ ریلوے اسٹیشن لاہور کے فسٹ کلاس ریفرشمنٹ روم اور ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو سخت صدمہ پہونچا۔ اور دونوں عمارتوں کی چھتیں گر پڑیں۔ گرجوں مندروں اور بڑے چھوٹے قریباً تمام مکانات کو ضرر پہنچا ہے۔ میونسپل کمیٹی کا ٹاؤن ہال قریب نصف کے بالکل ناکارہ ہو گیا چھت گر کر نیچے آ پڑی۔ مارکیٹ کی دیواریں

پھٹ گئیں۔ کرشین بلڈنگ کے قریب پرانی انارکلی میں ایک بڑی عمارت کو صدمہ پہنچا۔ انارکلی تھانہ کی ڈیوڑھی پھٹ گئی۔ مگر شکر ہے کہ بالکل بیٹھ نہیں گئی۔ ورنہ حوالات کے اندر جو دو اسامیاں تھیں ہلاک ہو جاتیں۔ الائینس بنک شملہ کے مقابل سلیم بلڈنگ کو جو مسٹر عمر بخش صاحب کی ملکیت ہے۔ کئی مقامات پر نقصان پہنچا۔ انارکلی بازار میں ایک حلوائی کی چھت گر پڑی۔ موری دروازہ کے باہر پنجاب نیشنل بنک کے متصل چار پانچ بیٹھکیں تو خاک ہو گئیں۔ جس سے ایک بازاری عورت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور اس کے ساتھی کے سر کو ضربیں پہنچیں۔ شہر میں ۲۲ آدمیوں کے علاوہ اور بھی کئی جانوں کا نقصان سنا جاتا ہے چوٹیں تو سینکڑوں آدمیوں کو لگیں۔ لاہور کے مشہور کارخانہ پیسہ اخبار کی عالیشان عمارت کو بھی کئی جگہ سے سخت نقصان پہنچا۔ شکر ہے ابھی کارخانہ کھلا نہیں تھا۔ ورنہ ممکن تھا کہ کئی آدمیوں کی جانوں کا نقصان ہوتا۔ (پولیس ایڈوکیٹ۔)

قیامت خیز زلزلہ

۴ اپریل بروز منگل علی الصباح قریباً سوا چھ بجے ایسا سخت زلزلہ آیا کہ الاماں دفعتہً مکان گرنے شروع ہو گئے۔ ہندو سر برام سر برام اور مسلمان یا اللہ خیر یا اللہ خیر پکارنے لگے۔ اور بموجب ارشاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جب قیامت آئے گی کوئی نفس کسی نفس کو نہیں بچا سکے گا۔ واقعی اس کی نظیر ان تین سیکنڈ میں پائی گئی کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا ماں باپ کو نہیں بلا سکا۔ بس یہی معلوم تھا کہ اب بھی گئے اب بھی گئے اور اسپر یہ خطرناک وقوعہ کہ وہ مکان آپڑا یہ مکان آپڑا یہ آپڑا۔ دھڑم دھڑم۔ توبہ۔ جب وہ وقت یاد آتا ہے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل کانپ کانپ اٹھتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی بھونچال آیا ہوا ہے۔ ذرا سی ہوا کے چلنے سے جان سہم جاتی ہے۔ افسوس کہ وہ لوگ جو عمارت بنانے کے لئے بنیاد رکھنے کے وقت کسی غریب کی زمین ایک آدھ گز غبن کر جایا کرتے ہیں اسوقت پکار رہے تھے کہ یہ مکان کوئی سنبھال لے۔ اور ہمیں نکال کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں امن ہو۔ گویا اسوقت مکان سے بھی بیزار تھے۔ مگر سوائے اس مالک کے کون بچا سکتا تھا

اللہ کی قدرت کہ بڑی بڑی پختہ عمارتیں اور عالیشان مکانات جو سالہا سال سے ہر ایک آفت سے محفوظ تھے چشم زدن میں گر گئے۔ جو بچے رہے وہ پھٹ گئے۔ کوئی ہی ایک آدھ شاید ایسا مکان نکلے گا جو آفت ناگہانی سے بچا ہو۔ ورنہ تمام مکانات پھٹے پڑے ہیں۔ بڑی بڑی عالیشان یورپین کی کوٹھیاں پھٹ گئیں۔ ریلوے اسٹیشن امرتسر کا بیرونی حصہ گر گیا۔ خیر الدین کی مسجد کے منار آ پڑے۔ گھنٹہ گھر کا اوپر کا حصہ قریباً دو گز کے آ پڑا۔ علاوہ اس کے بہت سی جائیں بھی اس کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ اور یہ ہولناک زلزلہ صرف امرتسر پر ہی نازل نہیں ہوا۔ بلکہ تمام پنجاب ہندوستان میں سے کوئی بھی شہر اس سے بچ نہیں سکا۔ لاہور میں بڑا سخت نقصان ہوا۔ بادشاہی مسجد کے منار

جو قریباً چار ساڑھے چار سو سال سے بامن کھڑے تھے اور اس اثناء میں سینکڑوں زلزلے اور آندھیاں دیکھ چکے تھے بچ نہ سکے۔ سنہری مسجد کا بڑا نقصان ہوا۔ مریل کے کارخانہ کی دیواریں پھٹ گئیں اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہوگیا۔ بامگر شباب تمام پھٹ کر ناکارہ ہوگیا۔ ریلوے اسٹیشن کے اکثر کمرے گر گئے۔ ریفریشمنٹ کو سخت صدمہ پہنچا۔ نیا پلیٹ فارم جو شمال کی طرف ہے اس کی ڈیوڑھی گر گئی مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کو صدمہ پہنچا ڈاک خانہ ٹون ہال کو شدید نقصان پہنچا۔ اکثر جانیں تباہ ہوئیں

لودھیانہ میں بھی اسی قسم کا زلزلہ آیا۔ یہی سیالکوٹ کی ہوئی۔ مدراس میں بھی سخت نقصان ہوا۔ شملہ میں ۳ منٹ تک زور رہا۔ گرائسٹ چرچ کا گرجا۔ نیز گرینڈ ہوٹل کی عمارت بھی شکستہ ہوگئی۔ کوہ مسوری پر بھی ۳ منٹ تک سخت تباہی آئی۔ مال و جان کے نقصان کا ابھی اندازہ نہیں لگا۔ توبہ۔ پٹیالے میں مارے زلزلے کے لوگ چکرا گئے۔ عمارتیں مسمار جانیں تباہ۔ ترنتارن ضلع امرتسر میں سخت نقصان ہوا۔ بہت سی جانیں بنگلہ کے نیچے آکر دب کر مر گئے پٹھانکوٹ میں نہایت سخت زلزلہ آیا۔ دھرمسالہ کا تمام اسٹیشن بھی برباد سخت کہرام مچا ہوا ہے لاہور میں تین سویلین ایک اگزیکٹو انجنیر بھی دب کر مر گئے میم صاحبات اور بچوں کا بھی سخت نقصان ہے۔ بٹالہ میں سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات مسمار ہوگئے۔ ایک جھونکے کے ساتھ ہل گئے اور دوسرے دھم سے آپڑے۔ تیسرے جھونکے نے لوگوں کی ملک الموت سے چار آنکھیں کردیں۔ غرضیکہ فیروزپور۔ ملتان۔ جالندھر کپورتھلہ۔ حصار۔ ہانسی۔ منٹگمری وغیرہ جدھر دیکھو یہی حال بپا ہے جو میں تحریر کر رہا ہوں۔ جسقدر مختلف اضلاع سے خطوط آئے ہیں کسی میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ ہمارے ہاں کچھ کم زلزلہ آیا۔ بس یہی تحریر ہے کہ ہمارے شہر کا فلاں فلاں حصہ مسمار ہوگیا۔ اتنے آدمی مر گئے ہیں اور ان سب سے زیادہ اثر اس کا سرینگر۔ دہرہ دون اور بھاگسو کانگڑہ پر پڑا۔ پہلے بھاگسو چھاؤنی پر جو قریباً پانچسو سوار مقیم تھے بسبب پھٹ جانے پہاڑ کے قریباً تین سو کے مر گئے۔ جو بچے ہیں وہ سسکتے ہیں۔ علاوہ ان کے اور بہت سا نقصان ہوا۔ دہرہ دون کی یہ حالت ہے کہ اسقدر مکانات گرے اور لوگ نیچے دب کر مر گئے ہیں کہ کوئی لاش اٹھانے والا میسر نہیں آتا۔ حضور کمشنر صاحب تشریف فرما ہیں اور آپ نے حکم دیا ہے کہ نہایت آرام کے ساتھ لاشیں نکالی جاویں یہی حال سرینگر کا سننے میں آیا ہے۔ بلکہ ایک تار سے اسقدر پتہ لگا ہے کہ کشمیر تباہ ہوئی پڑی ہے تار سے واضح ہوا ہے کہ کشمیر میں ایک دن پہلے یعنی ۳ اپریل پیروار کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ آنا شروع ہوا۔ اور ۴ اپریل کو صبح کے ۴ بجے تباہی آئی۔ اللہ اپنا فضل کرے یہ سب شامت اعمال کا نتیجہ ہے کہ ہماری آئی

تو ایسی کہ ادھر آدمی بیمار ہوا۔ ادھر چلتا ہوا۔ اگر کوئی بھولے سے خبر پرسی کو آگیا۔ تو وہ بھی وہیں چت۔ سردی ایسی پڑی کہ اس کی نظیر بیشتر کئی سالوں میں نظر نہیں آتی۔ اب اگر بھونچال آیا تو ایسا کہ خدا کی تباہ دنیا کے تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ خدا کیا ہے۔ یہ سب زمانہ ہی زمانہ ہے بے انتہا حواس باختہ پناہ مانگ رہے تھے۔ اور اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ رات کے ۴ بجے زلزلہ محسوس ہوا تھا سوا چھ بجے کے بعد ۱۰ بجے تک تھوڑے تھوڑے منٹوں کے بعد زلزلہ آتا رہا۔ زمین کی رفتار بھی بہت تیز تھی۔ پھر ½۱۱ بجے پھر دو بجے پھر رات کے گیارہ بجے پھر دو بجے پھر ۵ کو علی الصبح ۶ بجے زلزلہ آیا۔ لوگ پہلے دن شہر سے باہر جاکر توبہ استغفار کرتے رہے بلکہ رات کو بھی اکثر دروازوں کے باہر جاکر اور باغات میں لوگوں نے آرام کیا۔ ہند و مسلمانوں نے خیرات حد سے بڑھ کر کی۔ مسلمان لوگوں نے باہر جاکر ننگے سر نفل ادا کئے۔ اور سر بسجدہ ہوکر گڑگڑاتے رہے ۶ کی رات کو مسلمانوں کا ایک جم غفیر مجمع تسبیح و تقدیس بازاروں میں کرتا پھرا۔ خدا کی قدرت کہ ابھی زلزلہ کا خوف لوگوں کے دلوں سے دور نہیں ہوا تھا۔ کہ آسمان پر ابر آلود ہو گیا۔ اور ۶ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب بارش ہوئی۔ بوندیں کنکریوں کی طرح پڑیں۔ لوگ پکار رہے تھے کہ اگر آدھ گھنٹہ بھی بارش ہوگئی تو بس خیر نہیں۔ مگر اس ارحم الراحمین نے اپنے بے بہا فضل و کرم سے بچا لیا۔ اگلے دن شیخ محمد جمیل صاحب اور دیگر رؤسا نے منادی کرادی کہ آج جمعہ کی نماز تمام لوگ عیدگاہ میں پڑھیں۔ چنانچہ مسلمان بڑی خوشی سے گئے۔ اور نماز ادا کی۔ خلقت کا ہجوم اسقدر تھا کہ کبھی عید کے دن بھی اسقدر لوگ نہیں دیکھے گئے۔ مزید براں شہر کی تمام مسجدیں معمول سے زیادہ لبریز تھیں۔ بہت سے ایسے نمازی شامل تھے۔ جو کبھی عید کی نماز میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے۔ سچ پوچھو تو خداتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور دنیا کو دوسری بار زندہ کیا ہے۔ ورنہ کس کو امید تھی کہ پھر کوئی کام کرسکیں گے۔ اکثر احباب دریافت کرتے ہیں کہ اس زلزلہ کا کیا باعث ہے۔ اول تو یہ کہ آج دنیا پر اسقدر ظلم زنا۔ جھوٹ۔ بدی۔ فریب۔ دغا۔ عداوت حسد وغیرہ پھیل گئے ہیں جو محتاج بیان نہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر ظلم سخت ہوتا ہے اسیقدر سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مجرم کی نسبت کہا جاوے کہ اس کا سر تلوار سے کاٹ دو۔ تو اگرچہ اس کا سر تلوار سے کٹے گا۔ مگر اس کے سر اترنے کا موجب اس کا جرم ہے۔ اسیطرح یہ زلزلہ تباہ کن تھا۔ مگر دراصل تباہی لانے والے ہمارے فعل ہیں۔ اب یہ کہ زلزلہ کسطرح آتا ہے۔ اس کا بیان اگرچہ مولانا مولوی احمد الدین صاحب سلمہ ربہ کے مضمون حرکت زمین میں مفصل آپ کی نظر سے گذرے گا۔ لیکن میں مختصراً عرض کئے دیتا ہوں زمین کے اندر بے شمار آگ ہے۔ جو پہاڑوں کے ذریعہ دبی ہوئی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ نکلے اور [illegible] سے ٹکڑے اڑا دے مگر قانون قدرت نے اسے بند کر رکھا ہے۔ جب وہ کسی طرف کو نکلتی ہے۔ اور سامنے سے پانی ملتا ہے تو ایک سٹیم پیدا ہو جاتا ہے تو ایک عجیب قسم کا حادثہ وقوع میں آتا ہے۔ کیونکہ

پانی تو چاہتا ہے کہ اسے بجھا دے۔ اور وہ چاہتی ہے کہ اسے جلا دے۔ پس جس وقت ان دونوں کا آپس میں مڈبھیڑ ہوتا ہے۔ تو لوگوں کے لئے قیامت کا نمونہ پیش خیمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر زمین کا پھٹ جانا بعید نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ ریلوے گاڑی کا فلاں فلاں مقام پر نقصان ہوا ابھی تک پختہ طور سے معلوم نہیں ہوسکا۔ خدا کرے خیر ہی ہو۔ آج ایک مولوی صاحب نے دوران وعظ میں جمعہ کے وقت فرمایا کہ بعض ایک کمبختوں نے فطرت کے خلاف زنا کیا ہے۔ یعنی امرتسر کے کسی حصہ میں بیٹی باپ اور بہن بھائی نے زنا کیا۔ مگر یہ خبر پایہ ثبوت کو نہیں پہونچی۔ کون بدبخت جو اس کو قائم رکھ کر ایسے آزادی کے زمانہ میں ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ خیر کچھ بھی ہو۔ جتنے منہ اور اتنی باتیں دراصل تو جو کچھ دنیا پر قہر الٰہی طرح طرح پر نازل ہو رہا ہے۔ ہماری بدعملی کا موجب ہے۔ آج جسقدر لوگ توبہ استغفار کر رہے ہیں۔ اگر اسیطرح ایک عرصہ تک تجرد الکاح سے زیادہ ویکا کرتے رہیں۔ تو وہ احکم الحاکمین باقی شکایتوں کو بھی دفع کر سکتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انکساری و عاجزی صرف چار گھڑی کے لیئے ہے پھر وہی حرص و ہوس و دغا فریب۔ اور لوگ ایسے نازک موقعہ پر عوام الناس کو بارگاہ ایزدی میں لوٹنا اور اپنی تقصیروں کا معافی مانگنا بہتر ہے۔

(ضیاء الاسلام)

قیامت کا نمونہ

۴ اپریل کو سورج کے نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قائم ہوا اور زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ الامان والحفیظ۔ قریباً ½۲ منٹ زور دکھا کر دھیما ہوا۔ پھر بھی تمام روز اور شب برابر جمعہ کی صبح تک کئی دفعہ مرات کرات آتا رہا۔ امرتسر لاہور میں پختہ مکانات قریباً سب پھٹ گئے۔ کئی ایک آدمیوں کا بھی نقصان ہوا۔ حمل بھی ضائع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار پھرتے تھے۔ غرض قرآن شریف میں جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے تذھل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وترى الناس سکٰرٰی وما ھم بسکٰرٰی ولکن عذاب اللہ شدید۔ آیت موصوفہ کے تمام اجزاء کا نمونہ تھا۔ کشمیر سے اس کی رفتار شروع ہونے کی خبر آئی ہے اور یہ بھی خبر آئی ہے کہ کشمیر میں بہت تباہی آئی ہے۔ امرتسر کی بڑی مسجد شیخ خیرالدین مرحوم کے تین منارے گر گئے۔ اور چھت پھٹ گئی۔ لاہور کی سنہری مسجد کو بھی نقصان پہنچا اور بھی کئی مسجدوں کے منارے گرے۔ امرتسر کے گھنٹہ گھر کو بھی صدمہ پہنچا۔ آٹھ پہر لوگوں کے ہوش بحال نہیں ہوئے۔ امرتسر میں سو سال سے زائد عمر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا زلزلہ دیکھا نہ سنا دیکھیں اہالی ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الٰہی سے کیا عبرت پاتے ہیں۔ خدائے ذوالجلال کی عظمت و جلالت کو کہاں تک دلوں میں جگہ دیتے ہیں

اللھم لا تقتلنا بغضبك
ولا تھلکنا بعذابك وعافنا
قبل ذالك

(اہلحدیث)

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

(حضرت عرفانی صاحب قبلہ کی قلم سے آج سے تیس سال قبل)

بنگر اے قوم نشاں ہائے خداوند قدیر

۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ **مہدی و مسیح** کی تائید و صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا حق اور حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور **ٹروتھ** (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر وہی جو خدا تعالیٰ کی سنن سے ناواقف ہے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے ہی سنت چلی آتی ہے۔ کہ جب کوئی مامور مرسل دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور بظاہر ان بدعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ مختلف رنگوں میں عذاب الٰہی نازل کرتا ہے اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہیں اسباب عادیہ اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہیں جو دوسروں پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اس کی قوم کے ساتھ خاص نشان رحمت ظاہر کرتا ہے۔ جو دوسروں پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو جاتا ہے۔ سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرت پر نگاہ نہ کرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنستی اور بیباکی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے اور اس پر ایمان لانے والے ان عذابوں اور عتابوں کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے ملائکہ اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے الارم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون**۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے۔ پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہیں۔ دانشمند اور صاحب دل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اس کی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول

چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

کرنے کی توفیق نہ پائے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈر جاوے۔ مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں

اس کے نمونہ ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے رہے ہیں دیکھے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے۔ اسوقت خدا کے فضل سے پھر ایک مامور دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تھا۔ اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جا چکا تھا۔ اس کے ساتھ نشان ظاہر ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ تیئس برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی اور اطلاع پا کر اپنی کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا تھا جس کو چھپے ہوئے پچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ **زور آور حملے** کون سے ہیں۔ اسے ہرگز معلوم نہ تھا کہ وہ دنیا میں ایک **رسول** اور مامور کی حیثیت سے آیا ہے۔ ہاں وہ یہ جانتا تھا۔ اور ایمان لاتا تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے۔ اور اس پر اتری ہے اور اس کے متعلق ہے۔ اس وحی کو اس نے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات میں اپنی تائید میں پیش کیا۔ جب ۱۸۸۸ء میں اس نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس میں یہ الہام شائع کیا

واصنع الفلک باعیننا و وحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ اور ایسے وقت جو خطرناک طوفان آیا یہ وحی اس کی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی۔ خدا کا یہ مامور بجائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے اور **دنیا میں ایک نذیر آیا** والا الہام بھی تائید کرتا تھا۔ اور اس **وحی نبعث** سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہ مامور **نوح** کا بھی مثیل ہے۔ لیکن ابھی تک اہل عصر ناواقف تھے کہ کب ہونے والا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کھلی کھلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کر دیا کہ آنیوالا **مسیح موعود تو ہی ہے**۔ اب اس کے بعد

دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا ہے۔ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا۔ اور جو جس سے ہو سکا۔ اس نے اس کی مخالفت میں کیا۔ اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکھا۔ مگر ہائے بے حیائی کہ اسقدر نامرادیوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت بڑھتی گئی۔ میں اسوقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا۔ صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے۔ جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی۔ خدا کی غیرت بھی جوش زن ہوتی گئی۔ جب **امن** کے نشانوں سے لاپروائی کی گئی۔ تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تھے۔

چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور حملہ **طاعون** کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ طاعون کے ذریعہ جو کچھ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے۔ وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی۔ مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس **دردمند قوم** نے اس ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اس کو بھی ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑایا۔ اور اس کی کچھ پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ ملک تباہ ہو گیا ہے۔ یتیموں اور بیواؤں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر واقعی پیش کروں۔ شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کھلے طور پر زور آور حملوں کا ذکر کیا۔ اور پھر نوح کا نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا۔ ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا اور اسی براہین میں **مسیح ابن مریم** بھی ٹھیرایا۔ اب اگر یہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتیں تھیں تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علی اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا۔ عام طور پر بھی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہیں مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے۔ اور وہ واقعات اس کی زندگی میں پورے ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے نہ ہو اور صادق نہ ہو۔

انجیل کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ان واقعات پر اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہیں ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنے کا نشان یہ بتلایا ہے کہ:۔

ان دنوں میں ترت سورج اندھیرہ ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہیں دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی۔ تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ اور ابن آدم کو بڑی قوت و جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔

اور وہ نرسنگے کے بڑے زور و شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا۔ اور وے اُنکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اِس حد سے اُس حد تک جمع کرینگے۔ جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہولے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائینگی پر میری باتیں نہ ٹلیں گی۔ لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا۔ جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے۔ اُس دن تک نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک طوفان آیا اور اُن سب کو لے گیا۔ اسطرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔

یعنی جس طرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ اُن پر وارد نہ تھا۔ اسیطرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئے گا اُنکے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا۔ بلکہ معمولی طور پر امن و راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگی۔

(دیکھو متی باب ۲۴)

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جس قدر تناقض ہے۔ ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ انھوں نے اپنے اُترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھیرایا ہے کہ سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ اور چاند روشنی نہ دیوے۔ اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں۔ سو ان علامات کو ظاہر پر حمل کیا جاوے۔ تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں۔ کیونکہ جبوقت سورج اندھیرا ہو گیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی۔ تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے۔ بھلا یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گزارہ کر سکے لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنے کو کافی ہے۔ کیونکہ کوئی ستارہ عرض و طول میں زمین کے معمورہ سے کم نہیں ہے۔ ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں۔ اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی صدمہ نہ پہنچے۔ بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہوں۔ اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں

سوائے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کہ یہ سب استعارات ہیں۔ حقیقت پر ہرگز محمول نہیں حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا۔ اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اُسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی شریعت اور اس کی کتاب ہے۔ لوگ آنکھیں کھولیں گے کیونکہ اُن کے نفسانی حجابوں کی وجہ سے آفتاب شریعت اُن کے لئے اندھیرا ہو جائے گا۔ اور ماہتاب بھی انھیں روشنی نہیں دے گا۔ یعنی اولیا کے وجود سے بھی انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ بیدینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بھی ان کے دل میں نہیں رہے گی۔ اور آسمان کے ستارے گرینگے۔ یعنی حقانی علماء فوت ہو جائینگے۔ اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی۔ یعنی آسمان اوپر کی طرف کسی کو کھینچ نہیں سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کی طرف کھینچے چلے جائینگے اُسوقت نہ لڑائیاں ہونگی اور نہ عامہ خلائق کے امن و عافیت میں خلل ہوگا۔ بلکہ نوح کے زمانہ کی طرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت میں [۱] وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود نازل ہوگا

یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولوں کے نہایت امن کا زمانہ تھا۔ لوگ اپنی لمبی عمروں کو نہایت آسایش اور امن خیر و عافیت سے بسر کر رہے تھے۔ اسیوجہ سے لوگ حد درجہ کے غافل ہو گئے تھے۔ معلوم نہیں کہ اُسوقت کوئی شخصی سلطنت تھی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کیلئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہو گئی تھی۔ بہر حال اس زمانہ کے لوگ آرام پانے میں اور امن و عافیت میں زندگی بسر کرنے میں اس زمانہ کے اُن لوگوں سے بہت مشابہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی

. . . .

بسر کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے جس قدر اسباب آرام و امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ اُن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ گویا ان کی زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا ہے۔ لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کی وجہ سے یہ حالت دلوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ کہ دنیا کی زندگی نہایت شیریں متصور ہو کر دن بدن اس کی محبت دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ جس طرف نظر ڈال کر دیکھو یہ خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے۔ اور یہ باعث اس پھیل جانے کے دنیا کی ہر ایک چیز کا قدر بڑھتا جاتا ہے۔ وہ مزروعہ زمین جس کو سکھوں کے عہد میں کوئی مفت بھی نہیں لے سکتا تھا لاکھوں روپیہ پر فروخت ہو رہی ہے اور یہاں تک معاش کی راہیں کھل گئی ہیں۔ کہ لوگ نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں اعلیٰ درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام کی سبیلیں نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں۔ جو حضرت نوح عم کے وقت میں تھا۔ تو یہ زمانہ بلحاظ وجہ اس کا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کہ کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادھر حضرت حجۃ اللہ کو نوح کہا گیا۔ پھر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا۔ اور اگر عام طور پر بھی اس کا مفہوم لیا جاوے تو کسوف خسوف اور ستاروں کے ٹوٹنے سے بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر اسی انجیل کے اسی ۲۴ باب میں بتایا ہے کہ

قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ مری اور کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔

اگر یہ باتیں اپنے اندر کوئی حقیقت نہ رکھتی تھیں۔ اور معمولی آفتیں تھیں تو کیوں یہ پیشگوئی قرار دی گئیں۔ ہر چند یہ باتیں عام ہیں۔ لیکن اُن کی اصلیت ایک خصوصیت ہے۔ اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہو رہے ہیں اور دنیا دیکھ رہی ہے۔ خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگوں کو سمجھایا مگر منکروں نے اس کی باتوں کو ٹھٹھوں میں اُڑایا اور استہزا ہنسی کی یہاں تک کہ حد ہو گئی اور لعن طعن میں ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکھنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔ اور آخر خدا تعالیٰ کا دوسرا حملہ **جو عظیم الشان نشان ہے** ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک زلزلہ کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور یوں خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا

ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم

۳ اپریل کی شام تک کسی کو بھی خبر نہ تھی کہ ۴ اپریل کی صبح بے شمار انسانوں کو نیست و نابود کر دے گی۔ اور لاکھوں لاکھ مکان تباہ ہو جائیں گے۔ اور یوں خدا تعالیٰ کی وہ وحی بھی (جو اس نے تھوڑا سا عرصہ گذرا ہے شائع کی تھی) پوری ہو جائیگی۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا

جبوقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلدباز اور بیباک لوگوں نے استہزا ہنسی اڑائی۔ اور

---

[۱] میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری گورنمنٹ نہیں۔ جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ اگر یہ امن آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔

اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی [illegible] کے قیصر و کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔ مسیح

شوخیاں کیں۔ خداتعالیٰ کی یہ وحی الحکم نمبر ۱۸ جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تھی پھر اسی تاریخ کے الحکم میں خداتعالیٰ کی یہ وحی بھی شائع ہوئی :-

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور دانت پیدا ہوگی اُسوقت تمہیر سلامتی ہوگی۔ ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸ اپریل ۱۹۰۴ء کو ایک الہام ہوا جو انھیں ایام میں بیتے الحکم میں چھاپ دیا تھا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وحیوں پر نظر کرو۔ اگر کوئی خطرناک وقت آنے والا نہ تھا۔ تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیوں ہوا۔ اور پھر یہ کیوں فرمایا سلام علیکم طبتم پھر امن است در مکان محبت سرائے ما۔ یہ ساری کسی آنے والے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہیں۔ جو معمولی خطرہ نہیں ہوگا۔ پھر خود اسی سال میں اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو دکھایا گیا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح کا شور قیامت برپا ہے اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا موتا موتی لگ رہی ہے۔ اور پھر ۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا۔ اور ایضاً ۱۹ جنوری کا کشف اور الہام جو ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم میں چھپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر

ان سب پیشگوئیوں کو یک جا جمع کرو۔ اور دیکھو کہ کیا یہ کسی معمولی واقعہ کی خبر دے رہی ہیں۔ یا کسی عظیم الشان امر کی۔ اور وہ امر بھی ایسا امر نہیں جو خوشی کا ہو۔ بلکہ خطرناک ہے اور اس میں خود حضرت مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے۔ یہ ساری باتیں قبل از وقت شائع ہوئیں یہاں تک کہ وہ موعود گھڑی آپہنچی۔ اس سے پانچ روز پیشتر پھر اللہ تعالیٰ نے بطور بشارت القا فرمایا

سلامًا سلامًا

یہ الہام ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لے کر خدا کے لئے سوچو! کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیاں کر سکتا ہے۔ پھر ایسی پیشگوئیاں جو اس کے دست تصرف اور حیطۂ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس میں وہ اور اس کے مخالف سب موجود ہیں۔ اور وہ اس میں اپنی سلامتی کا زور سے دعویٰ کرتا ہے سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکھو اور ہنسی میں مت اڑاؤ۔ خداتعالیٰ نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہیں۔ لیکن پھر بھی تم ہنسی کرتے۔ اور ان کو ٹھٹھے میں اڑاتے ہو اے بدقسمت لوگو! تم کہاں گرے!

کونسی چھپی ہوئی بدکاریاں اور بداعمالیاں تھیں جو تمھیں پیش آگئیں۔ تم نے نشان پر نشان دیکھے مگر تم نے انھیں مشکوک کرنا چاہا۔ اور لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کی۔ تمھیں رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے۔ تم نے انھیں کافی نہ سمجھا اور خدا کے زور آور حملوں سے اس کے اس کے نذیر کی سچائی کی آزمائش چاہی!

آہ! اگر تم میں ذرا بھی نیکی ہوتی تو خدا تمھیں ضائع نہ کرتا۔ ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ اگرچہ تم بہت سا ثواب کھو چکے ہو۔ لیکن در توبہ باز ہے۔ باز آجاؤ کیا تم خداتعالیٰ سے اس بے وقوف کی طرح لڑو گے جو زور آور کے آگے سے ہٹ نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ مار سے جیا اور کچلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہڈیاں چور ہو کر اور وہ ادھ موا ہو کر زمین پر گرتا اور پھر دردوں سے بیتاب ہو ہو کر کراہتا ہے۔ دیکھو یہودیوں نے خداتعالیٰ سے جنگ کی۔ اس کے برگزیدہ مسیح کو قبول نہ کیا بلکہ اس کی اذیت رسانی میں انھوں نے مشورے کئے۔ انھوں نے کیا پھل پایا۔ تم اس جنگ سے کیا لو گے؟

دیکھو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہو رہے۔ جو خدا کے مرسلوں اور تائید یافتہ بندوں سے ہوا کرتے ہیں۔ تم ان نشانات کو دیکھ کر بھی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑ دو بدگمانیوں سے باز آجاؤ۔ ان کا انجام اچھا نہیں

خداتعالیٰ کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہو رہا ہے۔ اور تم نہیں دیکھتے فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ اور تمھیں نظر نہیں آتا۔

خداتعالیٰ اپنے جلال میں ہے۔ اپنے بندے کے لئے اس کی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار حجر و شجر لرزہ میں اس جوش اور لرزہ کو اب بچوں تک نے دیکھ لیا۔

مگر آہ! تم دیکھنے والے نہ ہوئے!

کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے

زلزلوں کی پیشگوئی اور اسلام کی ترقی کیلئے دردبھری دعائیں

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن — زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں — پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو — ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی — خود بتائے گا انھیں وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار — یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں!! — اس مرے محبوب کے چہرے کے دکھلانے کے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے — اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن
اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب — گود میں تیری ہوں ہم اس خون دل کھانے کے دن
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں — فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ — کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن
پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مرے ربِ قدیر — کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پہ رات ہے — اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر — اک نظر فرما کہ جلد آئیں ترے آنے کے دن
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا — کب تلک لمبے چلے جائینگے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے — کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا — آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو — ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانیکے دن
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں — دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر — آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے — طورِ دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف — پھر زمیں بھی ہو گئی بیتاب تھرانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا — لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں — میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن
دوستو! اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی — آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا — اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے — پر یہی ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے — اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں — اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانیکے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

تتمہ حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں کا دوسرا ظہور

بہار کا زلزلہ

۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کو خدا تعالیٰ نے اپنی غیرت اور جلال کی دوسری تجلی علاقہ بہار میں ظاہر کی۔ بہار کی تباہی اسقدر زبردست تھی کہ ہندوستان کا ہر فرد و بشر پکار اٹھا کہ یہ ایک قہری عذاب ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کی تباہی کے لئے نازل ہوا۔ بڈھے بڈھے پکار اٹھے کہ ہم نے اس قسم کا زلزلہ نہیں دیکھا۔ چشم زدن میں بڑے بڑے مالدار خرقہ پوش فقیر بن گئے اور سرسبز و شاداب ملک ایک ویرانہ بن گیا۔ بہار کے زلزلہ کے تفصیلی حالات جمع کئے جائیں تو اس اخبار کے چالیس صفحے بھی کافی نہ ہوں۔ مگر ہم ایک عابر السبیل کی طرح ایک اچکتی نظر ڈالنے کے لئے صرف **اخبارات اور عینی شاہدوں** پر اکتفا کرینگے تا معلوم ۔۔۔۔ ہو سکے کہ دنیا نے اس شہادت کا کیسے اعتراف کیا۔ ہم کو افسوس ہے کہ ان بیانات میں سے بھی سینکڑوں اشخاص کے بیانات ہمکو نظر انداز کرنے پڑینگے۔ (ایڈیٹر)

تباہی کے ہولناک کوائف

اخبار الجمعیۃ دہلی لکھتا ہے

"سب سے زیادہ ہولناک تباہی کی خبریں صوبہ بہار کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں مثلاً پٹنہ مظفر پور۔ دربھنگہ۔ لہریا سرائے۔ مونگھیر۔ بھاگلپور۔ جمال پور۔ گیا۔ بتیا۔ ترہٹ۔ پورنیہ۔ پوسا سمستی پور۔ سارن۔ چمپارن۔ موتی ہاری۔ صاحب گنج سیتا مڑھی۔ چھپرا۔ جنیت پور۔ حاجی پور۔ ڈیگھی۔ آرہ اور چھوٹے چھوٹے قصبات و دیہات کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔ مونگھیر۔ دربھنگہ اور مظفر پور بالکل تباہ ہو گئے۔ مونگھیر میں صرف چار مکانات باقی ہیں۔ پٹنہ میں کوئی عمارت ایسی نہیں بچی جو بالکل یا جزوی طور پر مسمار نہ ہو گئی ہو۔ اول الذکر شہر میں ہزاروں لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ اور ہزاروں ابھی چونے اور اینٹوں اور لوہے کے گارڈوں کے نیچے دبی پڑی ہیں۔

شہروں اور شہروں کے باہر دیہاتی علاقوں میں زمین شق ہو گئی۔ کوئیں ابل پڑے۔ اور بعض مقامات پر کئی کئی سو گز کی چوڑائی سے پانی بیس فٹ اونچا فضا میں کئی کئی گھنٹوں تک ابلتا رہا۔ اور ایسی طغیانی آئی کہ وہ علاقے جو ہمیشہ خشک رہتے تھے سات سات فٹ گہرے پانی کی جھیل بن گئے۔ پٹنہ کے قریب گنگا کا دریا پانچ منٹ کے لئے بالکل غائب ہو گیا۔ اور پانچ منٹ کے بعد پورے جوش اور طغیانی کے ساتھ بہنے لگا۔ غاروں سے گندھک اور ریت نکلتا رہا۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اور گاؤں کے گاؤں غرق ہو گئے۔ آتشزدگی نے علیحدہ تباہ کیا۔ مونگھیر اور مظفر پور میں ہزاروں انسان جو مر گئے۔ ان کی لاشیں بلا امتیاز مذہب و ملت دریا میں بہادی گئیں۔ اور جو باقی رہ گئے ان کی خانماں بربادی اور حسرت انگیز تباہی کا منظر قابل رحم ہے۔" (الجمعیۃ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۴ء)

سٹیٹس مین کا بیان ہے کہ:۔

"مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے محلات اور مکانات اس طرح زمین کے برابر ہو گئے کہ ان کھنڈروں کو پہچانا بھی نہیں جاتا۔"

(سٹیٹس مین دہلی مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار سول لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے محلات کا یہ حال ہے کہ آنند باغ محل کا مینار اور کئی دیواریں زمین سے پیوست ہو گئی ہیں۔ نور گوانہ محل۔ موتی محل بالکل کھنڈرات ہو گئے۔ راج نگر جس پر مہاراج کے باپ نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا۔ اب صرف ایک تباہ شدہ بستی اور کھنڈرات کا ڈھیر رہ گیا ہے مہاراجہ دربھنگہ کے کل نقصان کا ہونا اندازہ پانچ کروڑ روپیہ سے کم نہیں ہے۔"

(سول ملٹری گزٹ ۹ر فروری ۱۹۳۴ء)

اخبار سرچ لائٹ پٹنہ لکھتا ہے:۔

"جب ۱۵ر جنوری کو بھونچال آیا۔ تو اس کے ساتھ ہی زمین سے آگ نکلنی شروع ہو گئی۔ جس سے موضع اکدھرم اور منھو دونوں گاؤں تباہ ہو گئے۔"

(سرچ لائٹ پٹنہ ۲۹ر جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار حقیقت لکھنؤ لکھتا ہے کہ:۔

"کھٹ منڈو میں ایسی قیامت آئی کہ جسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ رام نگر سے کھٹ منڈو کو جو سلسلہ کوہ جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی پہاڑی راما داتھوی میں عجیب طور سے شگاف ہو گیا ہے یعنی جس طرح کوئی دیوار بنیاد تک شق ہو جائے اس طرح پہاڑ کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اور شگاف کی تہہ میں ایک کھولتا ہوا چشمہ ابل پڑا ہے۔ جس سے کچھ ایسے بخارات اٹھ رہے ہیں کہ کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا۔

تین سرکاری عالیشان محل جن کی خوبصورتی اور صناعی پر یورپین انجینیر عش عش کرتے تھے۔ مسمار ہو گئے ہیں اور سب سے زیادہ اندوہناک واقعہ یہ ہے کہ راستہ میں ایک ایسا گہرا شگاف پڑ گیا ہے کہ کئی دنوں تک آمد و رفت نہ ہو سکیگی اگرچہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں ہزاروں جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ لیکن اس سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ کئی پہاڑی ندیاں جو ان دنوں ابلتی رہتی ہیں وہ بھی غائب ہو گئی ہیں

گولامنڈی۔ نیپال گنج اور کھکینہ کھوری میں بھی اسوقت حشر بپا ہے۔ بازار تباہ ہو گئے ہیں۔ شہر پر ویرانے کا دھوکہ ہوتا ہے۔ خاص کر نیپال گنج میں جہاں بڑے بڑے گودام تھے ایسی تباہی آئی ہے جس کا اندازہ لاکھوں روپیہ سے زیادہ ہے۔

پہاڑی علاقہ میں ایسی تباہی آئی ہے جس کا اندازہ دشوار ہے۔ انسان تو انسان حیوان اس قہر خدا سے حواس باختہ ہو گئے تھے اور درندے نہایت بدحواسی سے آدمیوں کے پاس بھاگتے ہوئے جا رہے تھے"

(حقیقت ۱۸ر جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ لاہور لکھتا ہے کہ:-

وادی نیپال میں قریباً قریباً تمام مکانات گر گئے ہیں۔ کھٹمنڈو میں کئی میناروں اور پہاڑیوں میں دراڑیں پڑ گئے ہیں۔ مہاراجہ کی دو لڑکیاں ہلاک ہو گئیں۔ مہاراجہ کی ایک پوتی اور چچا زاد بھائی اُس کی بیوی اور دو بچے بھی ہلاک ہو گئے ہیں

(ملاپ یکم فروری ۱۹۳۴ء)

ٹریفک مینجر بنگال ریلوے کا بیان ہے کہ:-

اس علاقہ میں آمد و رفت کے ذرائع کے کلی انقطاع کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ نہ سڑکیں رہی ہیں نہ ریلیں نہ تاریں۔ ملک کے وسیع قطعے سیلاب میں غرق ہیں۔ اور عملی طور پر اس علاقہ سے گذرنا قطعی ناممکن ہو رہا ہے اس وقت آنکھوں کے سامنے ابتری اور مایوسی کا منظر ہے۔ آئندہ کے لئے سوائے خاموشی اور خطرہ کے کچھ نظر نہیں آتا۔"

(سول لاہور ۹ر فروری ۱۹۳۴ء)

اخبار زمیندار لاہور لکھتا ہے کہ:-

۱۵رجنوری کے ہولناک زلزلے نے صوبہ بہار کے مختلف مقامات پر تباہی و بربادی کا جو ہولناک منظر پیدا کر دیا ہے اس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں موجود نہیں۔

اس بدنصیب صوبہ میں تقریباً ہزار ہا نفوس جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ہلاکت کا شکار ہو چکے ہیں۔ مجروحین کی تعداد قریباً ایک لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ کروڑوں روپوں کی جائیدادیں زلزلہ کے بے پناہ ہاتھ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ تمام اثاث البیت جو لوگوں نے صدیوں کی محنت سے جمع کیا تھا ہزاروں من ملبے کے نیچے دب کر برباد ہو چکا ہے۔ شہروں کے شہر مسمار اور علاقوں کے علاقے کھنڈر ہو چکے ہیں۔ کئی کئی میل تک کھانے پینے کی چیزوں کا نام و نشان نہیں سردی سے بچنے کے لئے کپڑے کی دھجی تک میسر نہیں!!

(زمیندار ۲۵رجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار پرتاپ لاہور لکھتا ہے کہ:-

بہار کے ذریعہ سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ بہت دردناک ہیں۔ وہاں سے جو اصحاب بھاگ کر الہ آباد آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مونگھیر۔ مظفرپور۔ چھپرا۔ سیتامڑھی اور دربھنگہ میں ۲۰ کروڑ کا نقصان ہو گیا ہے۔ ۲۵ ہزار آدمی صرف ایک مونگھیر میں مر گئے ہیں۔ صرف ۲۲ر جنوری کے دن سرکاری انتظامات کے ماتحت تین ہزار لاشوں کو جلایا گیا مذکورہ بالا شہروں میں بازاروں کا نام و نشان نہیں ملتا وہ لاشوں۔ سروں۔ ٹانگوں اور پتھروں وغیرہ سے کھرے ہوئے ہیں۔ اتنی بدبو پھیل رہی ہے کہ ٹھیرنا مشکل ہو رہا ہے

امرت بازار پتریکا کا سپیشل نامہ نگار مونگھیر سے لکھتا ہے کہ:-

زلزلہ علاقہ زدہ میں ایک لاکھ مویشی ہلاک ہو گئے ہیں... ایک تجارتی ایجنٹ بھی ابھی مظفرپور سے آیا ہے جو زلزلہ کے وقت وہاں موجود تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مکانات کی چھتوں سے انسانی سر اور ٹانگیں۔ ہاتھ اور پاؤں بیسیوں کی تعداد میں کٹے ہوئے گر رہے تھے۔ ہاہاکار کی آوازوں سے میں گھبرا گیا۔ کئی آدمیوں کو کھڑکی سے چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ مگر ان کے نیچے آنے سے دیواریں گر جاتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانی سروں -

---

ہاتھوں اور بازوؤں کی بارش ہو رہی ہے..... گیا کے قریب ایک چھوٹا سا دریا تھا۔ جس کا نام پھالگو ہے وہ بالکل خشک ہو گیا ہے۔ جہاں پہلے پانی تھا۔ وہاں اب ریت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم دریا کا پانی کہاں غائب ہو گیا۔ لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ ندیاں جو اس موسم میں بالکل خشک ہوا کرتی تھیں پانی سے بھر گئی ہیں۔

(پرتاپ لاہور ۲۶ر جنوری ۱۹۳۴ء)

مونگھیر کی تباہی کے متعلق ایک صاحب کا چشم دید بیان ہے کہ:-

۲ بجکر ۵ منٹ پر جبکہ میں بازار میں جا رہا تھا دفعتہً ہولناک آواز سنائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوائی جہاز آ رہا ہے۔ چند ہی سکنڈ میں کپکپی اور رعشہ شروع ہونے لگا۔ پھر زمین میں دائیں اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں بعد ازاں ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے..... میرے ہوش و حواس زائل ہو گئے آدھ گھنٹہ کے بعد سنبھلا تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں مونگھیر میں نہیں..... شہر کی حالت اتنی تبدیل ہو گئی تھی کہ میں اپنا گھر بھی نہ پہچان سکا۔ آخر ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر رات گذاری صبح اٹھ کر دیکھا تو تمام شہر ملبہ کا ڈھیر تھا۔

(انقلاب مورخہ یکم فروری ۱۹۳۴ء)

آنریبل سید عبدالعزیز صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار

بیان کرتے ہیں کہ:-

ایک جگہ نہر پانی سے بھری ہوئی رواں تھی۔ زمین پھٹی اور نہر کا پانی زمین کے اندر سما گیا۔

ایک لاری جا رہی تھی۔ زلزلہ آیا اور آدمی اس میں سے اتر گئے۔ زمین شق ہو گئی اور لاری زمین کے اندر سما گئی اس کے بعد زمین لاری کو اپنے پیٹ میں لے کر اسطرح پیوست ہو گئی کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

(انقلاب ۲ر فروری ۱۹۳۴ء)

مہاراجہ صاحب مونگھیر کے داماد کا بیان ہے کہ:-

وہ شہر (مونگھیر) جو کسی وقت نہایت خوبصورت اور دلکش تھا نہایت بھیانک اور خوفناک منظر پیش کر رہا تھا۔ سوائے منہدم دوکانات کے ملبوں کے وہاں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ابھی ہلاک ہونیوالوں کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحال ۲۵ ہزار آدمیوں کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ ایک میونسپلٹی کے رجسٹروں میں ۱۲ ہزار کے نام درج ہو چکے ہیں۔ چیل اور کووں کے جھنڈ کے جھنڈ مردہ لاشوں کو چیرنے پھاڑنے میں مشغول نظر آتے ہیں تمام شہر قبرستان کا ایک ہیبت ناک منظر پیش کر رہا ہے میں اس منظر کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ جو میں نے وہاں دیکھا۔ (حقیقت لکھنؤ ۲۷ر جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ کا ایڈیٹر اپنے چشم دید حالات لکھتا ہے کہ:-

زلزلہ کی وجہ سے ایسی سخت مصیبت آئی ہے جس کا بیان کرنا نہ صرف مشکل بلکہ تواریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان حالات کے بیان کرنے سے دل لرزتا ہے..... مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ طوفان نوح آ گیا ہے۔ یہ کیفیت پانی کے سیلاب سے ہوئی بڑے بڑے لکھ پتی اسوقت درختوں کے نیچے چادر وغیرہ تانے ہوئے پڑے ہوئے ہیں۔

(ملاپ لاہور ۳۱ر جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر لکھتا ہے کہ:-

اٹھائیس برس کے بعد ایک بار پھر ہندوستان نے ایک خوفناک بھونچال دیکھا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ضلع کانگڑہ میں تباہی مچی تھی اور اب کے بہار واڑیسہ اور نیپال میں ہیبت ناک بربادی ہوئی ہے بھونچال کیوقت کئی کئی فٹ مکانات معہ بنیادوں کے زمین کے اوپر اچھلے ہیں۔ کنوؤں کا پانی فوارے کی طرح باہر نکلا ہے اور اپنے ساتھ اندر کی ریت بھی ساتھ لایا ہے۔ کہ کھیتوں میں میل ہا میل تک ریت کی کئی کئی فٹ تک تہ جم گئی ہے۔

باپ بچوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں بچے اپنے ماتا پتا کو تلاش کر رہے ہیں۔ گرے ہوئے مکانات میں جو بچے بچ رہے ہیں وہ ایک ایک اینٹ اٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ ان سے ماتا پتا نیچے سے نظر آ سکیں۔ اور انہیں پیار سے بلا سکیں۔ لیکن بھونچال نے کس کو زندہ رہنے دیا ہے جب مکان کھودتے کھودتے لاش نکلتی تو پھر چیخ و پکار کا کیا ٹھکانا۔ پتھر سے پتھر دل بھی روتا ہے

(ملاپ ۲۵ر جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر لکھتا ہے کہ

وہ کھیت جو ۱۵رجنوری کی دوپہر تک دھان کی فصل کے لئے نہایت مفید تھے دفعتہً ریگستان میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا زلزلہ کے باعث جو ریت زمین کے جگر سے نکل کر خوشگوار کھیتوں میں پڑی ہے۔ وہ صحرا کی دائمی صورت اختیار کر جائے گی۔ یا اس ریگستان کے نخلستان میں تبدیلی پیدا ہو جانے کا کوئی امکان باقی ہے؟...... اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لاکھوں ایکڑ اراضی تباہ ہو گئی ہے اس کے غریب باشندوں کو جن کا گذارہ کاشت اراضی پر تھا کس طرح روٹی مہیا کی جائے۔ اور زمین کو کسطرح اس قابل بنایا جائے کہ وہ از سر نو زندگی شروع کر سکیں۔

شہر والوں کے متعلق یہ غلط خیال ہے کہ وہی زیادہ مصیبت زدہ ہیں۔ دیہات والے تو بالکل تباہ ہو گئے ہیں ایک لاکھ ایکڑ رقبہ سے زیادہ گنے کی فصل کھڑی ہے مگر گنا پیلنے کے تمام کارخانے تباہ ہو گئے ہیں۔

(ملاپ ۳ر فروری ۱۹۳۴ء)

پھر ملاپ کا ایڈیٹر اپنے ایڈیٹوریل مضمون میں لکھتا ہے کہ:-

تین دن اور تین رات لگاتار بھونچال زدہ علاقہ میں سفر کرنے کے بعد پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تباہی بہت بڑی ہے۔ اور اخباروں کے ذریعہ ابتک عوام کو جو کچھ پتہ لگا ہے وہ اس تباہی کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ افسوس میرا قلم اور میری زبان اس کے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کوئی تباہی سی تباہی ہے۔ اور بربادی سی بربادی ہے؟ دو منٹ کے جھٹکے نے چشم زدن میں دو سو میل لمبے اور ایک سو میل چوڑے علاقہ کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہزاروں برس کی تہذیبیں اور سینکڑوں برس کی یادگاریں مٹا دی گئی ہیں۔ جن مکانوں اور محلوں میں ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔ وہاں اب گدھ اور چیلیں منڈلا رہی ہیں۔ اور حیوانوں و انسانوں کی لاشوں کو نوچ نوچ کر کھا رہی ہیں۔

ریل کی سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔ موٹر کار کا راستہ پھٹ چکا ہے۔ کھیت دلدل بن گئے ہیں۔

ایک ہزار گاؤں پانی سے محروم ہو گئے کنوں نے آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ کا کام دیا ہے ۔ بھونچال کیوقت ان سے ریت پانی اور کالا مادہ اچھل اچھل کر نکلتا رہا ہے کئی مقامات پر زمین اتنی پھٹ گئی ہے کہ اس میں کئی غاریں بن گئی ہیں اور بہت سے حیوان ان غاروں میں گر کر جان بحق ہو گئے ہیں ۔

زلزلہ کا سب سے زیادہ غصہ مونگھیر پر نکلا ہے ۔ یہ مہابھارت کے راجہ کرن کا آباد کیا ہوا پرانا شہر تھا چالیس پچاس ہزار کی آبادی ہو گی تنگ بازار اور تنگ گلیاں تھیں ۔ مکانات سہ منزلہ اور چار منزلہ تھے ۔ دیہات کے لوگ عید کے لئے خوشی کا سامان خریدنے کے لئے آئے ہوئے تھے ۔ ہندو بسنت کی تیاریوں میں مشغول تھے ۔ کہ یکلخت ۱۵ رجنوری کو ایک مہیب شور زمین کے اندر سنائی دینے لگا ۔ گڑگڑاہٹ نے کان پھاڑ ڈالے ۔ اور زمین متزلزل ہو اٹھی ۔ مکانات ناچتے ہوئے نظر آنے لگے ۔ اور پھر ایک لمحہ میں "اڑا اڑا دھم" کی صدائیں اٹھیں ۔ گرد وغبار کا چاروں طرف اٹھتا ہوا انبار تھا ۔ جو جہاں تھا وہ وہیں رہ گیا اور کسی کو کسی کی خبر لینے کی سدھ نہ رہی ۔ چند منٹوں کے بعد جو لوگ زندہ بچ نکلے انھوں نے دیکھا کہ مونگھیر کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا ۔ اور کھنڈرات کے اندرون سے چیخوں کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ۔ زلزلہ کی ہیبت ناک آواز تو بند ہو گئی ہے ۔ لیکن دبے ہوئے مردوں ۔ بچوں اور عورتوں کی چلاہٹ سے زمین کے اندر طوفان برپا ہو رہا ہے ۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ انسانی شور بند ہو گیا دبے ہوئے لوگ یا تو مر گئے یا بے ہوش ہو گئے ۔

اس کے بعد کھدائی کا کام شروع ہوا ۔ بازاروں میں سائیکل سوار بدستور سائیکل پر بیٹھا نکلا ہے ۔ لیکن مرا ہوا مکان میں بچے کو ماں نہلا رہی ہے ۔ ایک ننھا بچہ گود میں ہے ۔ اسی حالت میں مکان گرا ہے اور لاشیں اسی حالت میں نکلی ہیں ۔ دوکاندار سودا تول رہا ہے سامنے خریدار کھڑے ہیں اور انھیں جہاں کا تہاں بھونچال نے رکھ دیا ہے ۔ ملبہ کو ہٹانے کے بعد اسی پوزیشن میں لاشیں نکلی ہیں ۔

مونگھیر کے بعد شمالی بہار میں سب سے زیادہ نقصان مظفر پور میں ہوا ہے ۔ اس کی آبادی ۵۲ ہزار کی تھی سارے شہر میں ایک درجن سے زائد مکان نہیں بچے سب کے سب نشٹ ہو گئے ہیں ..... اسوقت تک مظفر پور میں ۳ ہزار لاشیں نکل چکی ہیں ۔ ابھی اور نکالی جا رہی ہیں ۔

لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے ایک معمولی سا جھٹکا آیا پھر زمین کے اندر سے ہوائی جہاز کے چلنے کی آواز آئی شور زیادہ بڑھا ۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ بم کے ہزارہا گولے پھٹ رہے ہیں ۔ اور تب مکانات گرنے لگے اور چیخ و پکار کی نہ ختم ہونے والی صدائیں بلند ہوئیں دوکانوں اور مکانوں کے اندر زمین پھٹ گئی ۔ اور پانی اور ریت کے چشمے جاری ہو گئے ۔ سڑکیں بھی پھٹ گئیں ۔ اور ان کے اندر سے ریت اور پانی باہر نکلنے لگا ۔ دیہات میں بھی زمین جگہ جگہ سے پھٹ گئی ۔ اور کہیں سے سات گز اور کہیں سے پانچ پانچ گز بلند فوارے جاری ہو گئے

جمال پور میں سات آٹھ دن گذر جانے کے باوجود بازاروں میں کشتی چل رہی ہے ۔ اسی طرح سیتا مڑھی کا حال ہوا ہے ۔ اور دوسری طرف موتیہاری (چمپارن)

میں بھی تھل جل بن گیا ہے ۔ اس سارے علاقہ میں جہاں خشکی ہی خشکی تھی وہاں پانی ہی پانی ہو گیا ہے ۔ عجیب تبدیلیاں ہوئی ہیں ۔ کروڑ پتی اور لاکھوں پتی لوگوں کے عالیشان محل گر گئے ۔ اور اب وہ پھٹی پرانی بوریوں میں رات بسر کر رہے ہیں ۔ کئی خاندانوں کے نام ونشان مٹ گئے ہیں ۔" (ملاپ ۲۸ رجنوری ۱۹۳۴ء)

پھر بھی اخبار ملاپ

اپنے ایک اور نمبر میں ایک شخص کا چشم دید بیان لکھتا ہے کہ :-

ایک دو منٹ میں ہی مکانوں کے گرنے سے اندھیرا ہو گیا ۔ نظر کچھ نہیں آتا تھا ۔ جیسا کہ روز قیامت ہے زمین ہل رہی تھی ۔ مکان گر رہے تھے ۔ زمین پھٹ رہی تھی اور ایسی پھٹ رہی تھی ۔ جیسے کوئی مقراض سے زمین کو چیر رہا ہے ۔ اور جہاں وہ پھٹ رہی تھی پانی کا دریا امنڈ رہا تھا ۔ لوگ جو باقی بچے تھے وہ اپنی جان پانی کے بہاؤ سے بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے بھاگ کر کہاں جائیں ۔ جدھر دیکھو پانی ہی پانی نظر آتا تھا چاروں طرف زمین پھٹ رہی تھی ..... شہر میں سڑکیں پھٹ چکی تھیں ہزاروں آدمی کھنڈرات کے نیچے دب کر مر چکے تھے ۔ خاندانوں کے خاندان تباہ ہو گئے کل جو لاکھوں کے مالک تھے ۔ آج وہ کوڑی کوڑی کے لئے محتاج ہو گئے ۔ (ملاپ ۲۶ رجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار زمیندار لکھتا ہے کہ :-

مونگھیر میں رات سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جو اب تک برابر جاری ہے ۔ بدنصیب باشندگان مونگھیر کی مصیبتوں میں اضافہ ہو گیا ہے ۔ اسوقت ان کی حالت قابل رحم ہے ۔ ان کے پاس نہ اوڑھنے کے لئے کمبل ہے نہ پہننے کے لئے کپڑا ۔ اس نئی مصیبت کی وجہ سے بعض کی زبان سے یہ الفاظ سنے گئے کہ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم بھی مر جاتے ۔ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے ۔ اے خدا ہمیں موت دے ۔ (زمیندار مورخہ ۳ رفروری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ لکھتا ہے کہ مظفر پور اور پٹنہ

میں کل رات سے موسلا دھار بارش شروع ہے ۔ سڑکوں پر پڑے پڑے ہزارہا بندگان خدا اب بارش میں شرابور سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں مطلع پر ابر محیط ہے اور ابھی بارش تھمنے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔ (ملاپ ۳۱ رجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار پرکاش لاہور لکھتا ہے کہ :-

ہندوستان کی تاریخ میں اس سے پہلے شاید ہی کوئی اتنا بڑا زلزلہ آیا ہو ۔ زلزلہ کیا ہے پرماتما کا ایک کوپ ہے (پرکاش ۲۸ رجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار سرفراز لکھنو لکھتا ہے کہ :-

ہندوستان کے باشندے گویا زلزلے کو بھولے ہوئے تھے ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اب کچھ زمانہ سے ہندوستان میں بھی پے در پے زلزلے آ رہے ہیں ۔ (سرفراز ۲۱ رجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار اہلحدیث امرتسر لکھتا ہے کہ

یقین ہے کہ بعد ختم رسالت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام اگر نبوت جاری رہتی تو جدید نبی پر جو کتاب آتی اس میں عاد ۔ ثمود اور فرعونیوں کی تباہی کے ذکر کے ساتھ ہی صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ مقامات کا ذکر بھی ضرور ہوتا ۔ یعنی بتایا جاتا کہ عادیوں اور ثمودیوں کے عذاب سے زیادہ عذاب ان مقامات پر آیا ۔ (اہلحدیث مورخہ ۹ رفروری ۱۹۳۴ء)

گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر سر ہیری ہیگ نے

اسمبلی میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ :-

سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں دفتروں اور رہائشی مکانات کی مرمت یا از سر نو تعمیر کے مجموعی اخراجات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن گورنر بہار نے کہا ہے کہ صرف ایک شہر میں ۳۰ لاکھ روپے کی سرکاری عمارات مسمار ہو چکی ہیں ۔ ریل کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے صرف جمال پور کے نقصانات کی مرمت کا اندازہ ۵۰ لاکھ روپے سے کم نہیں ہے

مقامی اداروں مثلاً ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کو بھی ہسپتالوں ۔ دواخانوں ۔ سکولوں اور پلوں کی تباہی سے بہت نقصان پہنچا ہے ۔ پرائیوٹ ملکیتوں کے نقصانات کا مجموعی اندازہ پیش کرنا قطعاً ناممکن ہے ۔

زراعتی زمینوں کے نقصانات کا اندازہ بھی ویسا ہی ناممکن ہے ۔ بعض مقامات پر سرخ کیچڑ اور ریت زمین سے نکل آئی ہے ۔ اور یہ کہ وہ مستقبل میں زمین کی زراعتی قابلیتوں کو کس حد تک نقصان پہنچائے گی ۔ اس کا اندازہ سر دست نہیں کیا جا سکتا ۔ کاشتکاروں پر اسوقت سب سے زیادہ مصیبت کارخانہ جات شکر سازی کی وجہ سے بھی آئی ہے ۔ جیسا کہ ہز ایکسلنسی گورنر نے اشارہ کیا تھا تین اضلاع متاثرہ میں دو لاکھ ایکڑ زمین پر نیشکر بویا جاتا تھا جس سے ۲۲ لاکھ من شکر پیدا ہوتی تھی کارخانوں کی تباہی نے بے چارے کاشتکاروں کے لیئے نہایت شدید پیچیدگی پیدا کر دی ہے

سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۲۵ رجنوری ۱۹۳۴ء

ہز ایکسی لینسی گورنر صاحب بہادر بہار

نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

اس زلزلہ کی تباہ کاری گذشتہ تاریخ کے مقابلہ میں بلحاظ عظمت سب سے زیادہ وسیع اور بھاری ہے ۔ اگر دریائے گنگا کے جنوبی حصوں کو جن میں نسبتاً جان و مال کا کم نقصان ہوا ہے چھوڑ بھی دیا جائے تب بھی جس قدر علاقہ اس زلزلہ سے تباہ ہوا ہے وہ کسی طرح بھی ملک سکاٹ لینڈ کے رقبہ سے کم نہیں ہے ۔ اور آبادی کے لحاظ سے اس سے پانچ گنا زیادہ ہے

شمالی بہار کے شہروں میں اغلباً ایک خشتی مکان بھی نہیں ہے جو کامل طور پر نقصان سے بچ گیا ہو ۔ مونگھیر کا گنجان بازار اس حد تک برباد ہو چکا ہے کہ کئی دن تک رستہ کا پتہ باوجود کوشش کے نہیں لگ سکا ۔ ہزارہا جانیں ضائع ہو چکی ہیں ۔ اور اگر یہ جھٹکا دن کی بجائے رات کو لگتا تو اس سے ہزار درجہ زیادہ نقصان جان ہوتا شہری آبادی جس پر یہ مصیبت آئی ہے ۵ لاکھ نفوس سے کسی طرح بھی کم نہیں ۱۲ شہر جن کی آبادی ۱۰ ہزار سے ۶۰ ہزار تک تھی کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں ۔

فوجی سپاہی جنھوں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ سے رقبہ متاثرہ کی تباہی و بربادی کا مشاہدہ کیا ہے وہ اس کو دس میدان جنگ سے تشبیہ دیتے ہیں جو کہ

دشمن کی فوج نے بم باری سے تباہ کر دیا ہو۔ ایک بہت بڑے علاقہ کے زمینداروں کی قابل کاشت زمینیں شگافوں اور غاروں اور پانی کے اُبلتے ہوئے چشموں سے تباہ ہو گئی ہیں۔ اور پانی کے ساتھ نکلی ہوئی ریت نے تین فٹ تک بلکہ اس سے زیادہ زمین کو ڈھانک دیا ہے اس نقصان کی پوری وسعت کا اندازہ جو ہندوستان کے ایک نہایت زرخیز علاقہ کو پہنچا ہے ایک مدت مدید تک کرنا مشکل ہے۔ جس علاقہ کا ڈائریکٹر آف اگریکلچر اور ڈائریکٹر آف انڈسٹریز نے معائنہ کیا ہے ان کا اندازہ ہے کہ مظفرپور اور دربھنگہ کے نزدیک دو ہزار مربع میل کے رقبہ پر نصف زمین بالکل ریگستان بن گئی ہے۔

اس کے علاوہ ہوائی تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ نقصان شمالی بھاگلپور اور ضلع پورنیہ کے کھیتوں میں بھی پایا جاتا ہے

تمام شمالی بہار میں آمدورفت کے ذرائع مسدود ہیں اور سڑکیں اور ریلیں برباد ہو چکی ہیں

اس کے علاوہ ایک اور خطرہ جس کو قطعی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہے کہ زلزلہ نے تمام ملک کی سطح میں بلحاظ نشیب و فراز بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ زمین کے دھنسنے اور ادبھرنے کی کشمکش سے اونچی اونچی سڑکیں معمولی سطح زمین سے برابر ہو گئی ہیں۔ اسقدر تباہی اور زمین کے تغیرات کو مدنظر رکھتے ہوئے سخت اندیشہ ہے کہ آئندہ برسات اس علاقہ میں سخت طوفان کا باعث ہو گی۔

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۵ رفروری ۳۴ء)

لارڈ ریڈنگ

سابق وائسرائے ہند نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے چشم پُرآب ہو کر کہا کہ۔

"یہ زلزلہ ایسا ہیبت ناک ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور قریباً قریباً ناممکن ہے کہ اس تباہی کا نقشہ انگلستان کے باشندے اپنے تصور میں لا سکیں

(اخبار سول ۱۰ رفروری ۳۴ء)

پی سین گپتا چیف اڈیٹر کواپریٹو سوسائٹی کا بیان

میں سونی پور جا رہا تھا۔ ابھی چار پانچ ہی میل گئے ہوں گے کہ گاڑیاں اِدھر اُدھر ہلنے لگیں اور مسافر اپنی نشستگاہوں سے اُچھل اُچھل کر گرنے لگے۔ گاڑی رک گئی۔ اسلئے کہ پٹری خراب ہو چکی تھی۔ اور مسافر اُتر گئے۔ مسٹر گپتا کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ کھیتوں کا پانی اور کیچڑ ایک ایک فٹ اونچا اُٹھ کر گر رہا تھا۔ مظفرپور واپس آنے پر مسٹر گپتا نے دیکھا کہ ماننے اور گنڈگاہیں مسمار شدہ مکانات کے ہلنے سے پٹی پڑی ہیں۔ ان محلوں میں سب سے زیادہ جان و مال کی تباہی نازل ہوئی جہاں مکان بہت گنجان تھے۔ گلیاں تنگ تھیں۔ اور انہدام و بربادی نے ساکنوں کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ اپنے مسکن سے نکل کر دور جا سکیں۔ گلیوں کے دونوں جانب مکانات گر کر زندہ انسانوں کی قبریں بن گئے تھے۔ جن دو محلوں میں مسٹر گپتا پہونچے وہاں ایک چارپائی پر تین تین اور چار چار لاشیں اور بستے رکھی ہوئی پائی گئیں

اس ہولناک داستان سے بھی زیادہ لرزہ انگیز بیان مسز کے سی گھوش کا ہے۔ جو مجروح اور خستہ ہو کر ہسپتال میں زیرعلاج ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے مکانات مونگیر میں بہترین قسم کے تھے۔ خوبصورت۔ مضبوط اور شاندار لیکن جس وقت زلزلہ آیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوفناک بھوت تمام سرزمین کو اپنے طاقتور ہاتھوں سے جھنجھوڑ رہا ہے۔ اور تمام مکانات اس کے وحشتناک جھٹکوں کے ساتھ لرز رہے تھے۔ دو منٹ کے اندر تمام قرب و جوار کھنڈر بن کر رہ گیا

مسز گھوش کہتی ہیں وہ وقت بھی کتنا حسرتناک تھا جب ہم تمام اپنے عزیز سے عزیز مال و متاع کو چھوڑ چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ ابھی ابھی ہمیں دنیا کی تمام نعمتیں میسر تھیں۔ لیکن دو منٹ کے بعد جو دیکھتے ہیں تو جسم کے کپڑوں کے سوا کوئی شے ہماری نہ تھی۔ ہر شے زمین کے اندر دفن ہو چکی تھی۔ اور ہم بے خانماں ہو کر میدان میں کھڑے تھے۔ جنوری کے دن ٹھٹھرتے ہوئے جاڑوں کی رات ہم نے ایک درخت کے نیچے ٹھٹھرتے اور کانپتے ہوئے گذاری"

پنڈت ٹھاکر دت صاحب موجد امرت دھارا لاہور کا بیان

پنڈت ٹھاکر دت صاحب موجد امرت دھارا لاہور نے زلزلہ سے تباہ شدہ علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے اخبار ملاپ ۱۰ رفروری میں ایک بیان شائع کرایا۔

"پربھو کی مہما کے گیتوں میں جانتے تھے کہ پل میں ندیاں سوکھ جاویں۔ اور پل میں جل تھل بھی ہو جاتے۔ تو کچھ حیرانی تو ضرور ہوتی تھی۔ کہ آخر مینہ برستے تھل پر جل ہوتے کچھ تو دیر لگتی ہو گی۔ اب سمجھ میں آیا اس کے اور طریقے بھی ہیں۔ ۵ منٹ کے اندر جدھر دیکھو ریت اور پانی ہی پانی بہتا دکھائی دیتا تھا مظفرپور۔ سیتی پور۔ موتی ہاری۔ سیتا مڑھی دربھنگہ بڑے بڑے شہر ہیں۔ جہاں یہ اصلی بھونچال تھا اور علاقہ یہ بہت لمبا ہے۔ گاؤں میں اگرچہ مکان چھوٹے چھوٹے ڈھلوان چھتوں والے ہونے سے بہت گرے ہیں۔ مگر جو مٹی کے تھے وہ پھٹ گئے۔ کنوئیں ان کے اندر سے اچھلی ریت سے بھر گئے۔ کھیت بالو ریت سے دب گئے ہیں۔ کہیں پانی کے نیچے گل رہے ہیں۔ کہیں اسقدر زمین پھٹی ہے کہ مکان ہی زمین کے اندر غرق ہو گیا۔ ایک جگہ سینکڑوں من دھان کاٹ کر کھلیان لگا تا تھا۔ اس میں سے ایک تنکا پتہ نہیں کہاں ہے

موتی ہاری جاتے ہوئے ایک ندی سامنے آئی اس کا پل ٹوٹ چکا تھا۔ اور ندی میں کچھ اس کے نشان دکھائی دیتے تھے۔ سامنے ایک فرلانگ پر ریل کا پل بھی چوپٹ پڑا تھا۔ وہاں بھی کشتی کے ذریعہ پار ہوئے وہاں پتہ لگا کہ پل پر سے ایک گڈا جا رہا تھا وہ بھی پل کے ساتھ نیچے آ گرا۔ اور نہ اب گڈا نہ بیل نہ آدمی کسی کا ذرا بھی نشان باقی نہیں ہے

مظفرپور میں ایک طرف بازار بیٹھا۔ ایک لڑکا بائیسکل پر سوار جا رہا تھا مگر زمین پھٹ کر پاتی نکلتے ہی وہ اسمیں آ کر گرا۔ کہتے ہیں بائیسکل تو نکل آیا۔ کہیں پھنسا رہ گیا تھا مگر اسی طرح لڑکا کہاں پاتال سما گیا۔ کون جانتا ہے

مظفرپور یا اگر یہ زمین ویسے ہی بیٹھتا ہے۔ مگر نقصان اتنا نہیں جتنا کہ مونگھیر میں ہے۔ شاید پھٹ جانے سے دھماکہ نزدیک کچھ کم ہو جاتا ہو گا۔ یہاں ایک پُرانا بازار تو بالکل مونگھیر کی طرح ہی اینٹوں اور ملبہ کا ڈھیر ہوا ہوا ہے۔ مگر باقی شہر میں مکانات بہت سے موجود ہیں اور کاروبار بھی اب ہو رہا ہے۔ نئے بازار میں دن کو بیوپار کام ہوتا ہے۔ اندازاً ایسا کہہ سکتے ہیں کہ نصف شہر گر گیا ہو گا۔ زمین پھٹنے کے یہاں عجیب نظارے دیکھے۔ ایک شخص کی نئی بنی ہوئی کوٹھی جس پر لاکھوں روپیہ خرچ آیا ہو گا۔ اسوقت عوام کے واسطے تماشہ بن رہی ہے کوئی فرلانگ اس سے پرے زمین کو بڑی بھاری دراڑ آئی جو کہ کوٹھی کے ایک حصہ سے گذری۔ پانی کی بڑی بھاری نہر جاری ہو گئی۔ راستہ کے سب مکان گر گئے۔ کوٹھی کا دھڑ گرا ہوا اور دھسا ہوا اب تک دکھائی دیتا ہے۔ باقی سب کوٹھی بھی ہل گئی ہے۔ اور کتنی گہری رہ ہو گی۔ کوئی جان نہیں سکتا۔ . . . .

. . . . اگرچہ زمین ہل گئی ہے۔ پھر بھی گہری ہے اور برابر اب تک اس نہر کی گہرائی اور پاٹ موجود ہے۔ جو کہ ریت سے بھری ہوتی ہے۔ مکانوں میں کنوئیں کے پاس ڈھیر ریت کے ابھی تک پڑے ہیں۔ اور لوگ کہتے ہیں پانی کے بڑے بڑے ستون زمین سے گزوں اونچے اسوقت نکل رہے تھے۔ بازاروں میں پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔ ایک کنوئیں کی دیوار کو پھاڑ کر بالو ریت نکلی تھی اتنا بھی سہارا نہیں کہ اتنے بڑے کنوئیں سے ہی نکل جائیں اسی ریت میں کہیں گھونگے بھی نکلے ہوئے ہیں نہ جانے نیچے کوئی نیا سمندر ہے۔ مالک کی دنیا عجیب ہے ہندوستان میں تو ایسے زلزلے کی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

بھائیں بھائیں کرتا ہوا ویرانہ

زمیندار ۱۳ رفروری میں مولوی ظفر علی صاحب نے ایک مضمون درج کیا جس میں لکھتے ہیں کہ:۔

بہار پر زلزلہ کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے اسکی تصویر نہ قلم کھینچ سکتا ہے نہ زبان میں یہ قدرت ہے کہ اس کی شرح کا حق ادا کر سکے۔ اس جسم پر رونگٹے کھڑے کر دینے والی روح کو لرزا دینے والی مصیبت کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے۔ جس نے موقع پر پہنچکر برگشتہ بخت بہار کی ہولناک بربادی کے منظر اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے خود دیکھے ہوں شہروں کے شہر جن میں کل تک ایک نظر افروز تمدن میں گہما گہمی تھی۔ آج ایک بھائیں بھائیں کرتا ہوا ویرانہ ہیں۔

امراء کی دلکش اور سربفلک عمارتیں جن کی تعمیر پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا تھا۔ کھنڈروں کا ڈھیر ہیں۔ غریبوں کے جھونپڑے جن کے ساتھ قدرت کے بے پناہ ہاتھ نے کم از کم اس دفعہ مساوات کا برتاؤ کیا ہے ایک تودہ خاکستر ہیں۔ جن کے ملبہ میں ہزاروں انسانوں کی نعشیں دبی ہوئی ہیں۔ بہار ایسا اُجڑا ہے کہ اسے پھر اپنی اصلی حالت پر آنے کے لئے برسوں بلکہ قرنوں کی ضرورت ہو گی۔ بشرطیکہ تائید ایزدی کے ساتھ وہ انسان جن پر یہ آفت نہیں آئی اپنا فرض پہچانیں

۱۵ جنوری کے زلزلہ کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی!

اخبار سرفراز ۱۳ رفروری لکھتا ہے۔

۱۵ رجنوری ۳۴ء کو بہار کے بعض حصوں میں

جب عظیم زلزلہ آیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس زلزلہ نے مکانات کو جو نقصان پہنچایا۔ چیزوں کی جو تباہی ہوئی۔ اسباب کی جو غارت گری ہوئی اور ان سب سے بدتر انسانی زندگی کی جو ہلاکت ہوئی اس کا بیان انسانی قلم سے ناممکن ہے۔ جتنا بھی لکھا جائے وہ تھوڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا دن وہ ہولناک دن ہوگا کہ مائیں اپنے بچوں کو۔ باپ اپنے بیٹوں کو بھائی اپنے بھائیوں کو۔ بیویاں اپنے شوہروں کو نہیں پوچھیں گی۔ اور ایک نفسی نفسی کا عالم ہوگا مگر اس زلزلہ نے اس سماں کو آنکھوں سے دکھا دیا کون عزیز کدھر ہے اور کس عالم میں ہے۔ کوئی اسکو دیکھنے والا نہیں تھا۔ ۱۸۹۷ء کا زلزلہ بھی سخت تھا مگر بڑے بوڑھے یہی کہتے ہیں کہ اس زلزلہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی ہستی نہیں تھی۔ میں خود اس قول کا پوری طرح سے مؤید ہوں۔ اس زلزلہ سے مکانوں کو اور اسباب کو جیسا اس نقصان نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے تو کایا ہی پلٹ دی۔ امیر و غریب کو یکساں کر دیا۔ اگر کسی امیر کا پختہ مکان زمین دوز ہو گیا تو اسی طرح ایک غریب کا کچا مکان بھی زمین سے آلگا۔ جس طرح ایک امیر میدان میں شامیانے میں بسر کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک غریب بھی میدان میں کپڑا گیر کر زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی اضلاع میں اس زلزلہ نے جو نقصان پہنچایا اس کی تصویر کشی اداگا تو ناممکن ہے۔ اگر کچھ لکھا جائے تو وہ سخت سے سخت قلب کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مونگھیر کا ضلع خاص کر کے شہر مونگھیر اور درگسول سے آمد و رفت ..... ناممکن ہے۔ تقریباً کل بڑی عمارتیں زمین کے برابر ہو گئی ہیں یا بے حد خستہ حال ہو گئی ہیں اور ناقابل سکونت ہو گئی ہیں۔ شہر کربلا جہاں تعزیئے دفن ہوتے ہیں گر کر ۵ اگز کے فاصلہ پر جا پڑی ہے۔ لال محمد اور بین بابو کے مکانات کے سمت شمالی سے مشرق کی طرف پھر گئے ہیں بہار بینک کے ایک کوئیں کی سطح زمین سے چھ فٹ بلند ہو گئی ہے اور اسی جگہ کا لوہے کا ایک صندوق زمین کے اندر دس فٹ دھنس گیا۔ اور بمشکل نکالا جا سکا۔ ساہو فیملی میں ایک لوہے کا صندوق ہنوز زمین کے اندر ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ نتیجہ کے مناظر اس سے زیادہ سخت ہیں۔ بڑے بڑے شگاف زمین میں ہو گئے ہیں کھیتوں اور باغوں میں جو شگاف ہو گئے ہیں وہ انسان اور حیوان دونوں کے لئے خطرناک ہیں۔ سب سے زیادہ خطرناک امر یہ ہے کہ دو دیہات (اکدھ دمہ اور نیشوکہ) زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے بالکل برباد ہو گئے۔ آدابور میں بھی کثیر نقصان ہوا۔ یہاں بھی دو دیہات پارہ اور کوریا زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

زمین پھٹ گئی اور اس میں آدمی اور حیوان غرق ہو گئے

آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور کے ایک نمائندے نے جو زلزلہ زدہ علاقے میں گیا ہوا ہے ملاپ ۱۳ر فروری میں لکھا ہے :۔

موتی ہاری کے لوگوں نے بتایا کہ جب زمین پھٹی ہے تو اس میں سے پہلے تو دھواں نکلا جس سے بالکل اندھکار چھا گیا۔ اس کے بعد پانی کے فوارے آدھ گھنٹہ تک چھوٹے رہے اور پھر ریت نکلنے لگی۔ پھٹی ہوئی زمین میں کتنے ہی لوگ گر گئے اور غرق ہو گئے۔ ان کا اب تاوقتیکہ ن نہیں ملتا۔ بابو متھرا پرشاد مختار کا لڑکا دراڑ میں گر گیا۔ اور اس کا پتہ نہیں لگ سکا۔ یہاں کے رئیس بابو گنیش پرشاد ساہو چیئرمین میونسپلٹی کی نوکرانی بھونچال میں دوڑنے لگی زمین پھٹی اور اس میں سما گئی۔

ایک نوجوان طالب علم للتا پرشاد سکول سے بھاگا بھاگا آ رہا تھا۔ راستہ میں زمین پھٹی اور گردن تک اس میں گر گیا بڑی مشکل سے اس کو نکالا جا سکا۔

اسی طرح بہت سے مسافر اور دیہاتی زمین پھٹنے سے اس میں سما گئے ہیں۔ بہت سے بیل اور بھینسیں اور گھوڑے بھی اسی طرح زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں ایک سالم بیل گاڑی زمین کے شکم میں گم ہو گئی ہے۔ اس کا اب کچھ پتہ نہیں ملتا۔

مہارانی سیتا کی جائے ولادت کی حالت

پنڈت دھرم دیو سکرٹری آل انڈیا شردھانند ٹرسٹ دہلی کا ایک بیان ۱۶ر فروری کے پرتاپ میں چھپا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔

شہر سیتا مڑھی جو مہارانی سیتا کا جنم استھان تھا اور یہی مظفرپور ضلع کا سر سبز سب ڈویژن تھا۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ گرے ہوئے اور ریت سے بھرے ہوئے مکانات ہولناک نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ کچی مکانات ایک ایک منزل زمین میں دھنس گئے ہیں زمین میں جابجا شگاف اور گڑھے پڑ گئے ہیں۔ زرخیز کھیت ناقابل کاشت زمین میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس رقبہ میں زلزلے نے بہت زیادہ تباہی کی ہے۔ دریاؤں کی ہتھیں اونچی ہو گئیں۔ تمام بڑی بڑی نالیاں جن میں میونسپل کمیٹی کی نالیاں بھی شامل ہیں ریت سے بھر گئی ہیں۔ شہر کے آس پاس ابھی تک پانی جمع ہے۔ جسے بہنے کے لئے کوئی رستہ نہیں ملتا۔ کئی دیہات ابھی پانی سے گھرے ہوئے ہیں۔ ادھر تک پہنچنا ناممکن ہو رہا ہے۔ جھٹکے گڑگڑاہٹ کی آوازیں وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں لوگ ابھی تک سہمے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں تیسرا زبردست جھٹکا محسوس ہوا۔ جس سے بعض مکانات گر گئے۔ اور زمین میں شگاف ہو گئے جن میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ لوگ رات کو نہیں سوتے۔ بلکہ تمام رات جاگتے رہتے ہیں۔ بعض حصوں میں زمین کے شگافوں سے دھواں نکل رہا ہے۔

قیامت کا نظارہ

۱۶ر فروری کے ملاپ میں ایک آریہ سیوک کا طویل مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ لکھتا ہے :۔

سیتا مڑھی کے آس پاس اندازاً دو ہزار مربع میل میں ریت کا ڈھیر لگ گیا ہے۔ جو پہاڑ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ یہ باؤ چھاؤن مظفرپور اور دربھنگہ اضلاع تک پھیلی ہوئی ہے۔

بھونچال نے حاجی پور سب ڈویژن کے دیہاتوں میں پرلے کا درشیہ اوپسنت (قیامت کا نظارہ) پیدا کر دیا ہے۔

(ملاپ ۱۶ر فروری ۱۹۳۴ء)

زلزلہ کے متعلق گورنمنٹ بہار کا بیان

۱۴ر فروری کو پٹنہ میں بہار کونسل کا جو اجلاس ہوا اس میں بھونچال زدہ علاقوں کی صورت حال بحث کا خاص موضوع تھا۔ گورنر خود گیلری میں موجود تھا۔ آنریبل نرسو نارائن سہنا فنانس منسٹر نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

صوبہ میں نہایت زبردست تباہی ہوئی ہے اتنی تباہی انسانی یادداشت کے اندر کبھی اس صوبہ میں نہیں ہوئی۔ انسان نے ۵۰ سال کے اندر اندر اپنی محنت سے جو کچھ تیار کیا تھا۔ اور جس میں اس کی اتنی امیدیں پنہاں تھیں۔ وہ سب چکنا چور ہو گیا ہے۔ اور بہار آج تباہ و ویران نظر آتا ہے

ماہرین جیولاجی کا بیان ہے کہ جتنا سخت یہ زلزلہ آیا ہے اور جتنا زیادہ اس سے نقصان ہوا ہے اتنا بہت تھوڑے ہی بھونچالوں میں ہوا ہے۔ موتی ہاری سے لے کر مغرب میں چمپارن تک مشرق میں پورنیا تک تقریباً دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ اور نیپال کی سرحد تک مونگھیر جو ۸۰ میل کا فاصلہ ہے کے علاقہ میں زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب اطراف میں کئی کئی میل کا علاقہ ایسا ہے جہاں جھٹکے اتنے سخت نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں مال کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ زمین میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ اور ان دراڑوں میں بڑا پانی نکل آیا ہے اسی طرح کئی مقامات پر خشک زمین پر پانی کے چشمے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے اندر سے بہت بڑی مقدار میں ریت برآمد ہوئی ہے۔ اور ہزاروں مربع میل تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی ہے۔ زلزلہ کے اسباب کے متعلق وثوق کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا اس کی وجہ آتش فشاں پہاڑ نہیں ہے۔ کئی ماہرین کا بیان ہے کہ اس زلزلہ کی وجہ غالباً یہ تھی کہ تمام ہندوستان کو شمال میں ہمالیہ کی طرف دھکا لگا ہے۔ اس دلائل کو ثابت کرنے کے لئے کئی دلائل پیش کی گئی ہیں۔ چنانچہ ماہرین کا بیان ہے کہ سردی کی وجہ سے زمین زیادہ سکڑ گئی

چند ماہرین کا خیال ہے کہ ہمالیہ کے دامن کی پہاڑیاں اونچی اٹھ گئی ہیں لیکن دباؤ کی وجہ چاہے کچھ ہو۔ لیکن اس دباؤ کا اثر جو گذشتہ سال سے زمین پر پڑ رہا تھا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ زمین کے اندر ایک زبردست خلا کے اوپر اور اس کے اردگرد اتنا زلزلہ آیا۔ جب ایک دفعہ یہ چٹانیں گر گئیں۔ تو وہ دباؤ ہٹ گیا سطح زمین سے بہت نیچے زمین کے اندر گڑھے پڑ گئے۔ اور پھر زمین کے ٹھیک ہونے میں چند خفیف جھٹکے محسوس ہوئے لیکن اب بظاہر زمین کی سطح پھر مستحکم اور پرسکون ہو گئی ہے۔

ماہرین جیالوجی نے اس زلزلہ کے متعلق جو تفاصیل حاصل کی ہیں۔ ان سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ :۔ کہ جس جگہ زمین ٹوٹی ہے وہ سیتا مڑھی اور مونگھیر کے درمیان واقع ہے اور اس قسم کی دوسری لائن دربھنگہ اور بھاگلپور اضلاع سے ہوتی ہوئی پورنیا کی طرف جاتی ہے۔ ۱۸۳۳ء میں بھی اس قسم کے زلزلے کے چند ریکارڈ موجود ہیں۔ غالباً وہ زلزلہ سخت نہیں تھا۔ لیکن اگر اس زلزلہ کے اسباب کے متعلق یہ تھیوری ٹھیک ہے تو اس زلزلہ سے ایک سو سال تک کے لئے زمین پر دباؤ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس

زلزلہ سے بہار میں اتنا زیادہ نقصان پہونچا کہ کئی روز تک مختلف حصوں کے درمیان سلسلہ آمدورفت بھی منقطع ہو گیا۔ سڑکیں ریلوے لائن اور ٹیلی گراف کے تار سب ناکارہ ہو گئے۔ پٹنہ اور شمالی بہار کے ٹیلی گراف کے نامہ و پیام مظفرپور کی معرفت ہی ہو سکتا تھا۔ پٹنہ اور مظفرپور کے درمیان ۱۶ر جنوری کی صبح تک جاری نہ ہو سکی۔

مظفرپور اور موتی ہاری کے درمیان ٹیلی گراف لائن ۱۸ جنوری کو کھلی اور دربھنگہ کے ساتھ ۱۹ر جنوری کو کھلی۔ سیتا مڑھی کے ساتھ ۲۴ر جنوری تک سلسلہ نامہ و پیام جاری نہ ہو سکا۔ پٹنہ۔ مونگھیر بھاگلپور وغیرہ کے درمیان بھی لائن اسی طرح ٹوٹ گئی تھی۔

قریباً۔۔ ۹ میل رقبہ میں بی این ڈبلیو ریلوے کی لائن کا ایک میل ٹکڑا بھی ایسا نہیں جس کو شدید نقصان نہ پہونچا ہو۔ آس پاس کے کنارے غائب ہو گئے۔ لائن اوپر کو اٹھ آئیں۔ یا بیچ میں دھس گئیں۔ اور پل تباہ ہو گئے۔

ایک عینی شاہد کا لرزہ خیز بیان

مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ اخبار الامان مورخہ ۲۷ر فروری ۱۹۳۴ء لکھتا ہے کہ:۔

بہار کے زلزلہ کے متعلق یوں تو کئی عینی شاہدوں کے بیانات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ذیل میں ایک مغربی تعلیم یافتہ نے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے بھی قائل نہ تھے زلزلہ کے جو ہوش ربا حالات ارسال کئے ہیں وہ درج کر کے بتایا جاتا ہے کہ کسطرح خداوند کریم منکروں سے بھی اپنی قدرت کاملہ اور ہستی کا اعتراف کرا لیتا ہے یہ "مغرب زدہ" شخص جس کا نام ہم لکھنا نہیں چاہتے ایک بیرسٹر ہیں اور لکھتے ہیں کہ:۔

مجھے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ۱۵ر جنوری ۱۹۳۵ء کو ملا۔ اس دن میں لہریا سرائے میں تھا۔ جو دربھنگہ کا ایک حصہ ہے۔ تقریباً سوا دو بجے دن کے یکایک زلزلہ آیا۔ میں ایک اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر چہ تا نند کے ساتھ پھوس کی ایک جھونپڑی میں بیٹھا ہوا تھا اور ٹائمز آف انڈیا کا سالانہ نمبر دیکھ رہا تھا جب یکایک میری میز ہلنے لگی۔ میں اپنی چوکی سے فوراً اگر پڑا اور دت جی بھی اپنی کرسی چھوڑ کر میرے ساتھ باہر بھاگے اتنے میں زلزلہ کی شدت بہت بڑھ گئی۔ اور چاروں طرف بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ عظیم الشان عمارت سے سب ملازم گھبرا کر بھاگے۔ زلزلہ کی یہ کیفیت تھی جیسے بچہ اپنی ہتھیلی پر گیند اچھالتا ہے۔ اسیطرح زمین ناچنے لگی۔ دو چار اینٹوں کا کھسک کر گرنا تو صاف دکھائی دیا۔ لیکن اس کے بعد تمام فضا گرد و غبار میں غائب ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے ایک لمحہ میں اینٹ دھڑا دھڑ سے گرنے لگیں۔ جب زمین ہچکولے کھانے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندری طوفان میں جہاز ڈگمگایا کرتا ہے۔ آدمی کے لئے کھڑا رہنا ناممکن ہو گیا۔ پاؤں کے ڈگمگانے سے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ گھبرا کر سب لوگ بیٹھ گئے۔ لیکن زمین پہ ہاتھ رکھے بغیر بیٹھنا بھی دشوار تھا۔

بیٹھنے کے بعد ایک دوسری آفت نازل ہوئی۔ زمین بیٹھنے لگی اور لوگ اس میں سمانے لگے۔ اور سب لوگ یا خدا یا خدا پکارنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نیچے کو دھنس رہی ہے۔ یہ ہولناک منظر آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ زبان سے رام رام۔ خدا خدا نکل رہا تھا۔ آواز جو سنائی دے رہی تھی وہ ایسی تھی کہ گویا سیکڑوں ہوائی جہاز یک ساتھ اتر آئے ہیں۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکلی جا رہی تھی ٹھیک قیامت کا منظر تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسوقت آنکھوں کے آگے چنگاریاں اڑتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ بھوک پیاس سب ماری گئی تھی یہاں تک کہ ایک وقت تو خدا خدا کہنا دشوار ہو گیا کوئی انسانی طاقت اس خوفناک منظر کا خاکہ نہیں اتار سکتی۔ اسوقت نہ مستقبل کا فکر تھا۔ اور نہ زندگی کی امید۔ اگر کچھ تھا تو خدا کا بھروسہ تھا۔ اسوقت ان لوگوں کے منہ سے بھی خدا خدا نکل رہا تھا۔ جنہوں نے خواب میں بھی اس کا نام نہیں لیا۔ اسوقت یہ معلوم ہوا کہ خدا اگر قہار ہے تو حفاظت کرنے والا بھی ہے۔ خدا نے ایک سکنڈ ہی میں اپنی قدرت کا اظہار کر دیا۔ اور سخت سے سخت کافر بھی اسوقت دیندار بن گیا۔ تھوڑی دیر میں زمین سے پانی کے چشمے نکل پڑے۔ اب قیامت آنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی تھی۔ ان کے اندر سے بڑی تیزی کے ساتھ بالو ریت اور پانی نکلنے لگا۔ پھاٹک کے سامنے والی سڑک پر لوگ گرتے پڑتے ڈگمگاتے اندھا دھند بھاگ رہے تھے۔ خدا کے فضل سے دس منٹ کے بعد زلزلہ نرم پڑا۔ لیکن پانی کے چشمے شام تک میلا پانی ابلتے رہے

لیک تھنڈار کے دفتری خانہ میں ایسا چشمہ پھوٹا کہ سب کاغذ اور کتابیں تربتر ہو گئیں۔ اب ہر طرف سے خوفناک خبریں آنے لگیں۔ کوئی آکر کہتا کہ عدالت دیوانی کی دومنزلہ عمارت چکنا چور ہو گئی۔ بہت سے لوگ دب گئے۔ کسی نے آکر کہا کہ ہسپتال گرنے سے پچاسوں مریض دب گئے۔ ایک نے کہا کہ بازار کی سڑک پھٹنے سے یکے گھوڑے اس میں دھنس گئے۔ غرضیکہ اس قسم کی خطرناک خبروں کا تانتا بندھ گیا۔ شام تک ان ہولناک خبروں کا تار نہ ٹوٹا۔ لوگوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ مال کی کسی کو فکر نہ تھی دو تین دن تک میں باہر گھومنے نہ گیا۔ ایک جگہ اداس بیٹھ کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

رات آنکھوں میں کٹتی تھی۔ اور دن پریشانی میں گذرتا تھا جب لوگ آکر کہتے تھے کہ دربھنگہ اور لہریا سرائے میں چار ہزار آدمی ہلاک ہوئے ہیں تو روح کانپ اٹھتی تھی۔ چار دن تک برابر عورتوں اور بچوں کی آہ و زاری سنتے رہے۔ پہلی اور دوسری (پیر اور منگل) راتیں بڑی خوفناک تھیں۔ سلمان بھائی رات بھر اللہ اکبر پکارتے تھے۔ جنہوں نے دربھنگہ اور لہریا سرائے کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ۹۹ فیصدی مکان منہدم ہو گئے ہیں۔ اور آدمیوں کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ دو چار دن کے بعد دیہاتی لوگوں نے بھی آمد و رفت شروع کی۔ اور وہ عجیب عجیب خبریں سنانے لگے۔ کہیں زمین پھٹ کر دھواں نکلا کہیں سیکڑوں بیگہ کھیت ریت بن گئے۔ ایک نے کہا کہ کھونٹے سے بندھے ہوئے دو بیل اندر چلے گئے ایک آدمی پانی نکلتے ہوئے دراز میں پاؤں ڈال کر دل بہلا رہا تھا۔ اول تو نیچے سے پانی کا جھٹکا لگا۔ اور پھر گھٹنے تک پاؤں دبتا چلا گیا۔ اور اس کو نیچے کھینچ لیا۔ اوپر بالو کی کیچڑ نکل آئی۔ ریل کی لائن سمستی پور سے دربھنگہ تک بند ہو گئی تھی۔ راستہ میں تمام سڑکیں پھٹی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں تو اسقدر چوڑے شگاف تھے کہ ان میں آدمی کمر اور چھاتی تک سما جاتا تھا۔ سڑکوں کے دونوں طرف جس قدر گاؤں ملے سب کے سب شکستہ مکان نظر آئے چاروں طرف پانی اور بالو ریت کا سیلاب دکھائی دیتا تھا جہاں جہاں پل آئے یکہ سے نیچے اترنا پڑا۔ لوہے کے بڑے بڑے پل کمان کی طرح جھک گئے تھے ایک ندی کے پل کے ستون سطح پانی میں دھنس گئے تھے۔ کتنے ہی کنوئیں ایسے دیکھے کہ زمین میں سما گئے تھے۔

ایک زبردست نشان کی پیشگوئی

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے
ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ملامت آنیوالی ہے
خدا رسوا کرے گا تم کو اور میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے
خدا ظاہر کرے گا اک نشاں پر رعب پرہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ سنہ ۱۹۰۷ء)